جلد ۲۷ — مورخہ ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ قائم کرنے کی غرض وغایت

(۲) اولاد کی تربیت جماعت احمدیہ کا اہم ترین فرض ہے۔

(۳) اگر جنگ ہوئی۔ تو ہماری جماعت کا کیا رویہ ہوگا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے پہلے بھی متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ

قوموں کی کامیابی کے لئے

کسی ایک نسل کی درستی کافی نہیں ہوتی جو پروگرام بہت لمبے ہوتے ہیں۔ وہ اسی وقت کامیاب ہوسکتے ہیں جبکہ متواتر کئی نسلیں ان کو پورا کرنے میں لگی رہیں۔ جتنا وقت ان کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔ اگر اتنا وقت ان کو پورا کرنے کے لئے نہ دیا جائے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ کسی صورت میں مکمل نہیں ہوسکتے۔ اور اگر وہ مکمل نہ ہوں۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ پہلوں نے اس پروگرام کی تکمیل کے لئے جو محنتیں۔ کوششیں اور قربانیاں کی ہیں۔ وہ بھی سب رائگاں گئیں۔ مثلاً ایک جھونپڑا ہے اس کے بنانے کے لئے مہینہ کا وقت درکار ہے۔ اب اگر کوئی شخص پندرہ دن کام کرکے اُسے چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ وہ جھونپڑا نامکمل رہے گا۔ اور رفتہ رفتہ بالکل خراب ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک مکان ہے جس کی تعمیر کے لئے تین مہینوں کی ضرورت ہے۔ اگر اس پر کوئی شخص مہینہ ڈیڑھ مہینہ خرچ کرکے چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ بھی کبھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ اور گو پہلے آدمی نے اس سے زیادہ وقت صرف کیا ہوگا۔ مگر جس کام کے لئے وہ کھڑا ہوا تھا۔ وہ چونکہ تین مہینے کا تھا۔ اس لئے باوجود ڈیڑھ مہینہ خرچ کرنے کے وہ ناکام رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں اگر ایک بہت بڑا محل ہے۔ جو دو تین سال میں تیار ہوسکتا ہے۔ تو اس پر اگر کوئی شخص سال بھی خرچ کر دیتا ہے۔ تو نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ پہلے کا جب مہینہ میں کام ختم ہوسکتا تھا۔ اور دوسرے کا تین مہینہ میں۔ تو میں سال بھر کام کرکے بھی اپنے کام کو کیوں ختم نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ جو کام اس نے شروع کیا تھا۔ وہ تین سال کی مدت چاہتا تھا۔

کہ بیماریاں بھی مٹ گئی ہیں۔ لوگوں کی صحتیں بھی درست ہو گئی ہیں اور ان کا روپیہ بھی بچ گیا ہے۔ یوں تو بیماریاں دنیا میں رہتی ہی ہیں کیونکہ بعض کمزور طبع لوگ ہوتے ہیں جو امراض کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن کم سے کم لوگ ان بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ جو وبائی صورت میں ایک مہلک رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔

یہ میں نے ایک مثال دی ہے ورنہ اصل مضمون میں یہ بیان کر رہا تھا۔ کہ سلسلہ کے ہر محکمہ کو

کام ایک پروگرام کے ماتحت کرنا چاہیئے

تا ہر وقت وہ آنکھوں کے سامنے رہے اور اس کے پورا کرنے کا خیال رہے۔ دوسرے دن بہت نازک آرہے ہیں۔ اور اگر اس وقت اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو پھر اصلاح کا وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں اس مضمون کو اگلے جمعہ میں بیان کرونگا۔ سردست میں اصولی طور پر بتا دیتا ہوں کہ

دنیا پر ایک سخت نازک زمانہ

آرہا ہے۔ اور لڑائیوں اور فسادات کے خطرے ہر روز بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اس بات کا امکان ہے کہ اس سال کے اندر اندر ہی کوئی ایسی خطرناک لڑائی چھڑ جائے جس سے دنیا کی آبادی نصف سے بھی کم رہ جائے۔ ایسے ایسے تباہیوں کے سامان پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ ان کا ذکر سن کر حیرت آتی ہے۔ تم ان تباہی کے سامانوں کا صرف اس امر سے ہی اندازہ لگا سکتے ہو۔ کہ پہلے امریکہ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر کوئی جنگ ہوئی تو ہم اس میں حصہ نہیں لیں گے۔ کیونکہ ہم بالکل الگ ہیں اور بہت بڑے فاصلہ پر ہیں۔ ہم پر اس جنگ کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ امریکہ یورپ سے چار ہزار میل دور ہے پس امریکہ والے سمجھتے تھے کہ ہمیں اس جنگ سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے مگر اب سامان حرب میں جو ترقی ہوئی ہے۔ اور نئی نئی قسم کے ہوائی جہاز بنے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے امریکہ کے پریذیڈنٹ نے بھی اعلان کر دیا ہے اور آج کے اخبارات میں ہی وہ اعلان چھپا ہے کہ آج محاذ جنگ اتنا بدل چکا ہے۔ کہ امریکہ کو الگ سمجھنا بالکل بیوقوفی ہے۔ آج ہماری سرحد امریکہ پر نہیں۔ بلکہ فرانس پر ہے اور ہم بھی اسی طرح جنگ کے خطرہ میں ہیں جس طرح یورپ کی دوسری طاقتیں۔ (اس کی مبہم الفاظ میں تردید ہوئی ہے مگر وہ تردید قانونی ہے حقیقی نہیں۔) ایسے ایسے ہوائی جہاز ایجاد ہو چکے ہیں کہ بالکل ممکن ہے صبح کے وقت جرمن سے ایک ہوائی جہاز اڑے اور شام کے وقت امریکہ پر لاکھوں بم برسا کر واپس آجائے

ساڑھے چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار

سے اڑنے والے ہوائی جہاز ایجاد ہو چکے ہیں۔ ہندوستان جرمن سے ساڑھے پانچ ہزار میل دور ہے اگر چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑنے والا ہوائی جہاز جرمن سے چلے تو ایک ہزار میل وہ اڑھائی گھنٹے میں طے کر سکتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ چودہ گھنٹے کے اندر اندر جرمن سے ہوائی جہاز چل کر ہندوستان پر بمباری کر سکتا اور یہاں کے لوگوں کو تباہ کر سکتا ہے بلکہ اب تو جرمن سے بھی چلنے کی ضرورت نہیں۔ اٹلی جرمن کے ساتھ ہے اور ابی سینیا اٹلی کے قبضہ میں ہے اور ابی سینیا سے ہندوستان دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے گویا ابی سینیا سے ایک ہوائی جہاز پانچ گھنٹے میں ہندوستان آسکتا اور پانچ گھنٹے یہاں گولہ باری کر کے شام کا کھانا اس کے چلانے والے ابی سینیا میں واپس جا کر کھا سکتے ہیں۔ غرض ایسے ایسے

خطرناک سامان جنگ

تیار ہو چکے ہیں۔ کہ انسان ان کا ذکر سن کر دنگ رہ جاتا ہے۔ کئی لوگ غلط فہمی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ایسے خطرناک سامان ایجاد ہو چکے ہوتے تو موجودہ جنگوں میں جو آج کل ہو رہی ہیں کیوں وہ ظاہر نہ ہو جاتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سامان تو ایجاد ہو چکے ہیں۔ مگر ان جنگوں میں انہوں نے ان سامانوں کو ظاہر نہیں کیا وہ سمجھتے ہیں اگر ہم نے ابھی سے ان سامانوں کو ظاہر کر دیا تو لوگوں کو یہ پتہ لگ جائیگا کہ ہمارے پاس کیا کیا سامان ہیں اور وہ ان کا علاج سوچ لیں گے۔ پس وہ ان سامانوں کو ابھی چھپائے بیٹھے ہیں اور اندر ہی اندر اور زیادہ سامان تیار کئے جا رہے ہیں۔ بعض انجنئیروں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ انہوں نے ایسی ایجادیں کر لی ہیں۔ کہ خاص قسم کی شعاعوں کے ذریعہ وہ ہزاروں میل سے شہروں کو دیکھ سکیں گے۔ اور پھر ہزاروں میل کے فاصلہ سے ہی بجلی کی شعاعیں پھینک کر ان کو برباد کر دیں گے۔ معلوم نہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے ایسا کہتے ہیں۔ یا اس میں کچھ سچائی بھی ہے مگر ان کا دعویٰ یہ ضرور ہے کہ انہوں نے ایسی شعاعیں ایجاد کر لی ہیں جن کی مدد سے وہ ہزاروں میل پر بیٹھے ہی شہروں کو برباد کر سکیں گے۔ ایسے نازک اوقات میں قوموں کا خاموشی سے بیٹھا رہنا بہت بڑی بیوقوفی ہوتی ہے پس سب کو اس نازک وقت کے آنے سے قبل ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔

میں اس موقع پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ گذشتہ سالوں میں گورنمنٹ پنجاب کے بعض افسروں سے ہمارا جو اختلاف ہوا تھا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ

اگر جنگ ہو جائے

تو اس وقت ہماری جماعت کا کیا رویہ ہوگا اور آیا وہ حکومت برطانیہ کا ساتھ دے گی یا نہیں میں نے جو بات ان دوستوں کو پرائیویٹ طور پر بتائی تھی اس کا آج اعلان بھی کر دیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ

ہمارا جھگڑا حکومت برطانیہ کے ساتھ نہیں تھا

بلکہ حکومت پنجاب کے بعض نادان افسروں اور درحقیقت حکومت برطانیہ کے دشمن افسروں کے ساتھ تھا پس اگر جنگ ہو جائے (گو ہم چاہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خطرناک جنگ سے دنیا کو بچالے) تو اس وقت ہماری کامل تائید حکومت برطانیہ کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ ہمارا حکومت برطانیہ کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ بلکہ حکومت پنجاب کے بعض افسروں کے ساتھ تھا۔ پچھلے دنوں لارڈ ہیلی نے بھی جو پنجاب کے گورنر رہ چکے ہیں اور ہماری جماعت کے بھی دوست ہیں ایک تقریر میں کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کو یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی لڑائی ہمارے ساتھ نہیں بلکہ اگر ہے تو حکومت پنجاب کے بعض افسروں کے ساتھ ہے اور میں بھی ان کے اس خیال سے متفق ہوں۔ حقیقت یہی ہے کہ حکومت انگریزی کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں۔ بلکہ جب حکومت پنجاب کے بعض افسروں کے ساتھ ہمارا جھگڑا شروع ہوا تھا تو اس وقت برطانی حکومت نے ہماری تائید میں پنجاب گورنمنٹ پر زور دیا اور اسے لکھا کہ جماعت احمدیہ کی شکایات کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ انگلستان میں جو ہمارے مبلغ ہیں وہ بھی نہایت خوش ہیں۔ اور انہیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پس ایسے معاملات میں جہاں برطانوی ایمپائر کا سوال آجائے ہمارے مقامی جھگڑے قطعاً کوئی روک نہیں بن سکتے اور اگر جنگ ہو گئی تو ہم پورے طور پر

حکومت برطانیہ کے ساتھ تعاون

کریں گے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ تعاون کریں گے۔ پس اگر کسی کے دل میں یہ شبہ ہو کہ ایسے موقع پر ہماری جماعت کا کیا رویہ ہوگا تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت کا یہی رویہ ہوگا۔ کہ وہ حکومت برطانیہ کی تائید کرے گی۔ درحقیقت یہ سخت تھڑ دلی اور تنگ دلی ہوتی ہے کہ انسان مقامی جھگڑوں کو بڑھا کر وسیع کر دے۔ ہماری اگر حکومت پنجاب کے چند افسروں کے ساتھ لڑائی ہو تو اس کی وجہ سے ہم ان عظیم الشان فوائد کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جو حکومت برطانیہ کی وجہ سے اس حکومت کے ماتحت رہنے والے لوگوں کو حاصل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کانگرسی بھی اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی وقت جنگ کا خطرہ ہوا اور انہوں نے دیکھا کہ حکومت کی رسی برطانیہ کے ہاتھ سے جا رہی ہے۔ تو وہ بھی حکومت برطانیہ کے ساتھ تعاون کرنے پر مجبور ہونگے اور واقعہ یہ ہے کہ اگر کسی حکومت کے ماتحت رہنے کا سوال ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ انگریزوں کی حفاظت ہمارے ملک کے لئے بہت بڑی رحمت کا باعث ثابت ہوئی ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ

ہماری جماعت ایک بین الاقوامی جماعت ہے۔

کچھ اٹلی کے ماتحت ہیں۔ کچھ جرمن کے ماتحت ہیں۔ کچھ امریکہ کے ماتحت ہیں۔ کچھ برطانیہ کے ماتحت ہیں۔ پس میں جو اعلان کر رہا ہوں۔ یہ اپنی جماعت کے صرف اسی حصہ کے متعلق اعلان ہے۔ جو برطانوی حکومت کے ماتحت رہتا ہے۔ ہماری جماعت کا ایسا تمام حصہ حکومت برطانیہ کی مدد کریگا اور ہم ہرگز اس لڑائی جھگڑے کی پروا نہیں کریں گے۔ جو بعض مقامی افسروں کے ساتھ ہمارا چل رہا ہے۔ کیونکہ یہ جنگ مقامی نہیں۔ بلکہ نہایت وسیع اثرات رکھنے والی ہوگی اور وہ شخص سخت احمق ہوتا ہے۔ جو ایک چھوٹی بات کی وجہ سے بڑی بات میں بھی حصہ نہ لے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ اب ہمارے پاس حکومتِ برطانیہ کی مدد کے اس سے بہت زیادہ سامان ہیں۔ جتنے ۱۴ء میں ہمارے پاس سامان تھے۔ اور اگر جنگ چھڑ گئی۔ تو میں جماعت کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارا فرض ہوگا۔ ہم برطانوی حکومت کے ساتھ پورے طور پر تعاون کریں۔ اور ہر قربانی کر کے اپنے آپ کو ایک اچھا شہری ثابت کریں۔ تاکہ وہ برکت جو

تبلیغ میں سہولت

کی وجہ سے ہمیں حاصل ہے۔ وہ جاتی نہ رہے۔ بیسیوں ممالک ایسے ہیں۔ جن میں تبلیغ کے راستہ میں سخت مشکلات حائل ہیں۔ صرف برطانوی حکومت ہی ایسی ہے۔ جس کی طرف سے تبلیغ پر کوئی پابندی عائد نہیں۔ اس لئے نہیں کہ برطانوی حکومت دل میں مسلمان ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اُس کی بناوٹ ہی ایسی ہے۔ کہ وہ مذہب کے معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتی۔ پس ہماری دوستی کی خاطر نہیں بلکہ اپنے مقررہ اصول کی وجہ سے انگریزوں نے تبلیغ مذہب کے متعلق کسی پر کوئی پابندی عاید نہیں کی۔ اور نہ کسی قسم کی پابندی وہ عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ جو حکومتِ برطانیہ کی وجہ سے مختلف مذاہب کو حاصل ہے ایک ہندو بھی آزادی سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ ایک عیسائی بھی آزادی سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ ایک سکھ بھی آزادی سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ اور ایک مسلمان بھی آزادی سے تبلیغ کر سکتا ہے۔ پس چونکہ حکومت برطانیہ کی وجہ سے تبلیغ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ جو مذہبی جماعتوں کو حاصل ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حتی المقدور مصیبت پر اس کی مدد کریں۔ اور اپنے تمام ذرائع کو استعمال میں لاکر اس کے ساتھ تعاون کریں۔ بعض لوگ نادانی سے کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ حکومت برطانیہ خاص طور پر مراعات کیا کرتی ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اور کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ ہمیں ان فوائد سے زیادہ کوئی فائدہ حاصل ہوا ہو۔ جو ہندوؤں سکھوں عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں کو حکومت برطانیہ کے زیر سایہ حاصل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر خدا تعالےٰ نے شکر گذاری کا مادہ رکھا ہے۔ اور ان کا دل اس نے سیاہ کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری ناک بیشک کٹ جائے مگر دشمن پر کسی طرح الزام آ جائے اور ہم کہتے ہیں کہ ہماری ناک بھی نہ کٹے اور حکومت کے احسانات کی ناشکر گذاری بھی نہ ہو۔ اس لئے وہ باوجود فائدہ اٹھانے کے حکومت کی بغاوت، کرتے ہیں۔ مگر ہم جب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو حکومت کی تعریف بھی کر دیتے ہیں۔ پس فرق صرف شکر گذاری اور ناشکر گذاری کے جذبات کا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورنہ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ انگریزی حکومت نے ہمیں کوئی ایسا فائدہ پہنچایا ہو جو ہندوؤں کو نہ پہنچا ہو یا سکھوں کو نہ پہنچا ہو یا یہودیوں کو نہ پہنچا ہو۔ جو سلوک حکومت برطانیہ دوسروں کے ساتھ کرتی ہے وہی ہم سے کرتی ہے بلکہ ان کے ساتھ کچھ زیادہ ہی سلوک کرتی ہے کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں اور ہم اقلیت ہیں۔ اور طبعاً اکثریت کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ بہرحال چونکہ حکومت برطانیہ نے ہمیں تبلیغ کی عام اجازت دے رکھی ہے اور ایک مذہبی جماعت ہونے کی وجہ سے اس اجازت کا ہمیں بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس لئے

ہم ہر قربانی کرکے بھی حکومت کا ساتھ دیں گے۔

تاکہ ہماری اس تبلیغ کی آزادی میں کوئی روک واقعہ نہ ہو اور اگر یہ جنگ میری زندگی میں ہوئی تو یقیناً میں اپنا پورا زور اس بات پر صرف کر دوں گا۔ کہ جس حد تک جماعت احمدیہ اس نظام کے قیام کے لئے قربانی کر سکتا ہے اس حد تک قربانی کر کے دکھائے تاکہ وہ امن جو تبلیغ کے راستہ میں ہمیں حاصل ہے اس میں کوئی خلل نہ آئے۔ ہم بے شک اس الزام کو رد کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ ہم انگریزوں کے ایجنٹ کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ ہم اٹلی میں بھی رہتے ہیں امریکہ میں بھی رہتے ہیں چین میں بھی رہتے ہیں جاپان میں بھی رہتے ہیں اور مصر شام اور فلسطین وغیرہ میں بھی رہتے ہیں۔ اور

ہر جگہ کے احمدی وہاں کی حکومتوں کے ساتھ کامل تعاون کرتے

اور ان کے احکام کی اسی طرح اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جس طرح ہم حکومت برطانیہ کی یہاں اطاعت کرتے ہیں۔ ہم یہ کبھی پسند نہیں کر سکتے کہ جرمنی کے ماتحت رہنے والے احمدی جرمنی کی غداری کریں۔ یا اٹلی کے ماتحت رہنے والے احمدی اٹلی کی غداری کریں یا امریکہ کے ماتحت رہنے والے احمدی امریکہ کی غداری کریں۔ ہم ہر جگہ کے احمدیوں کو یہی ہدایت کریں گے۔ کہ وہ اپنی اپنی حکومتوں کے احکام کے تابع رہیں اور جب تک وہ دن نہیں آتا کہ ہر حکومت کے ماتحت رہنے والے احمدی اپنی اپنی حکومتوں کو اس بات پر مجبور کر سکیں۔ کہ وہ لڑائی نہ کریں اور صلح کے ساتھ رہیں۔ تو اس وقت تک جس نظام کے ماتحت بھی ہماری جماعت کے افراد رہتے ہوں ان کا فرض ہے کہ اس نظام کی اطاعت کریں۔ اور اسی رنگ میں ہم حکومت برطانیہ کی ہر وقت اطاعت کرتے اور ہر وقت اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس ہم انگریزوں کے ایجنٹ نہیں بلکہ ہم اپنی مذہبی تعلیم کی وجہ سے اس بات پر مجبور ہیں کہ جس حکومت کے ماتحت رہتے ہوں اس کے احکام کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔ خواہ وہ حکومت انگریزوں کی ہو اور خواہ اٹلی اور جرمنی والوں کی ہو جب حکومت پنجاب کے بعض افسروں کے ساتھ جھگڑا شروع ہوا تھا اسی وقت میں نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ جب مصیبت کا کوئی وقت آیا اس وقت ہم دکھا دیں گے کہ حکومت کے ساتھ تعاون کا جو ہماری پالیسی ہے یہ دکھاوے کی نہیں اور نہ کسی دنیوی غرض کے ماتحت ہے بلکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت

ہم حکومت کی اطاعت کرتے ہیں اور چونکہ اب خطرات روز بروز بڑھ رہے ہیں اور اس بات کا امکان ہے کہ جلد ہی کوئی جنگ ہو جائے۔ اس لئے ۱۹۳۴ء میں میں نے جو اعلان کیا تھا۔ اس کے مطابق میں آج پھر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس جنگ کے موقع پر ہم جو برطانوی حکومت کے ماتحت رہتے ہیں ہمارا تعاون حکومت برطانیہ کے ساتھ ہوگا۔ اور ہم اپنے عمل سے دنیا پر یہ بات ثابت کر دیں گے کہ ہمارا حکومت برطانیہ سے تعاون کسی خوشامد یا لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ مذہبی تعلیم کی وجہ سے ہے۔

کیونکہ اس وقت اس کے نمائندے پنجاب میں ہم سے

نہایت کمینہ اور رذیل سلوک

کر رہے ہیں جس کی موجودگی میں اگر ہم اس حکومت سے دشمنی بھی کریں تو دنیا کا کوئی اعتراض ہم پر نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت بھی حکومت کی اطاعت کی۔ جب اس کے شائستہ اور مہذب اور دیانت دار افسروں نے ہم کو لوگوں کے ظلم سے بچایا اور اس وقت بھی اس کے ساتھ تعاون کیا۔ جب کہ اس کے بعض افسروں نے ہمیں اپنے مذہبی مرکز میں دق کیا۔ اور ہمارے دشمنوں کو چاروں طرف سے جمع کر کے ہم پر چڑھا لاتے اور انہوں نے چاہا کہ اپنی طاقت اور اپنے جتھے کے زور سے ہم کو کچل دیں۔ اور ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ ثابت کر دیں گے کہ ہمارا یہ معاملہ کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق اور مذہبی اصول کی پابندی کی وجہ سے ہے۔

مگر اس کے یہ معنے نہ ہونگے کہ ہم اپنے حقوق کو بھول جائیں۔ میں

احمدیت کی عزت کی خاطر

مقامی افسروں سے اگر وہ اپنے برے رویہ کو ترک نہ کرینگے برابر لڑتا رہونگا اور جب تک احمدیہ جماعت کی عزت کو قائم نہ کر لونگا۔ ان سے صلح نہ کرونگا کیونکہ میرے نزدیک احمدیہ جماعت کی عزت برطانیہ کی عزت سے بہت زیادہ ہے اور جو افسر یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی طاقت کے ساتھ جماعت احمدیہ کو ڈرالیں گے وہ ایک دن ذلیل ہو کر اپنی غلطی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے میں احسان کے ساتھ ان سے بدلہ لونگا اور خود ان کی قوم سے ان کے خلاف ملامت کا اظہار کرا کے چھوڑونگا انشاء اللہ تعالےٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الذی ھو موفقی

بقایاداران موصیان حصہ آمد کے متعلق ضروری اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بذریعہ ریزولیوشن ۱۷۷ مورخہ ۲۴ ۱/۲/۳۹ موصیان حصہ آمد کے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ وصیت میں یہ شرط لکھ دی جائے۔ کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کریگا نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کریگا۔ اس کی وصیت انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہوگا۔ اور جس قدر روپیہ وصیت میں ادا کر چکا ہے۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جو احمدیت سے مرتد ہو جائے۔ اور جو وصیتیں اس وقت تک ہو چکی ہیں۔ ان کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے۔ کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک ادا نہیں کرتا۔ اس کی وصیت منسوخ کی جائے۔ اور آئندہ جب تک وہ توجہ نہ کرے۔ کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جاوے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔

سیکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی قادیان

ضرورت ہے

ہندوستان سے باہر ایک ملک میں چند فٹرز اور ٹرنرز کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۱۲۰/- روپے ماہوار ملنے کی امید ہے۔ اسی طرح چند سرویئرز کی بھی ضرورت ہے جن کو ۲۶۰/- ماہوار تنخواہ دی جائیگی۔ ضرورت مند اصحاب اپنی درخواستیں سرنامہ چھوڑ کر معہ نقول سرٹیفکیٹ و تصدیق عہدہ داران مقامی جو علیحدہ کاغذ پر ہو مجھے بھجوا دیں۔ بجلی کا کام جاننے والے بھی درخواستیں بھجوا دیں۔

ناظر امور خارجہ

وصیتیں

نمبر ۵۱۷۳ - منکہ عبدالغنی خاں ولد یوسف خان صاحب قوم افغان پیشہ زراعت وملازمت عمر چونسٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء تجدید بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ٹیانہ ڈاکخانہ خاص تحصیل چرخی دادری - ضلع ریاست جیند بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اسوقت جائیداد غیر منقولہ بارہ صد روپیہ کی حسب ذیل ہے - دو مکانات پختہ مالیتی ایک ہزار روپیہ اور اٹھارہ بیگھہ خام اراضی مالیتی دو صد روپیہ کل -/۱۲۰۰ کی ہے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کے کر دیتا ہوں - اگر اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ وصیت کردہ -/۱۲۰ میں سے کوئی رقم باقساط ماہ بماہ اپنی زندگی میں ادا کرتا رہوں گا - تو اس کی رسید بصورت حصہ جائیداد منقولہ ہو کر منہا ہوتی رہے گی - چونکہ میرا گزارہ اس جائیداد مذکورہ غیر منقولہ پر نہیں ہے - بلکہ ماہوار پنشن مبلغ گیارہ روپے ۱۳ آنہ ماہوار پر ہے - میں اس ماہوار آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا - اس کے بعد یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے وقت جو بھی اس سے زاید جائیداد ثابت ہو گی - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی -

العبد - عبدالغنی خاں بقلم خود - گواہ شد - سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال قادیان - گواہ شد - رحمت اللہ احمدی سیکرٹری تبلیغ سنگرور ریاست جیند -

نمبر ۵۲۱۴ - منکہ شیخ محمد یعقوب - ولد شیخ اللہ داد صاحب مرحوم پیشہ ملازمت عمر تیس سال - تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن وڈالہ بانگر ڈاکخانہ خاص - تحصیل و ضلع گورداسپور - بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میرے والد صاحب مرحوم کے ترکہ میں دو مکان جن میں سے ایک خام اور ایک پختہ ہے - موضع وڈالہ بانگر - تحصیل وضلع گورداسپور میں ہیں - اس ترکہ میں میرا ایک بھائی - تین ہمشیرگان اور والدہ محترمہ حصہ دار ہیں - سو میں وصیت کرتا ہوں - کہ اس جائیداد سے جو شرعی حصہ میرا ہو - اس حصے کے دسویں حصہ کی مالک میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - لیکن میری وصیت کے اس حصہ کے متعلق جو روپیہ میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دوں وہ اس میں سے وصول شدہ سمجھا جائے گا - میرا گذارہ اس وقت میری ماہوار آمدنی پر ہے - جو کہ مبلغ ۲۷ روپے ماہوار ہے - میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اگر میری آمدنی میں کمی بیشی ہو گی - تو حصہ وصیت بھی اسی کے مطابق ادا کیا کروں گا - اگر میری وفات کے وقت میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو - تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی -

العبد - شیخ محمد یعقوب ٹیچر - ایم - بی سکول کوچہ چیلاں دہلی - گواہ شد - مرزا احمد بیگ انسپکٹر انکم ٹیکس دہلی - گواہ شد - عباس احمد خاں الفٹ ہوسٹل ۱۳۷ کشمیری گیٹ دہلی -

نمبر ۵۳۱۶ - منکہ صالحہ بیگم زوجہ بابو غلام رسول کلرک ڈاکخانہ قوم تہیم - عمر ۲۷ سال - تاریخ بیعت ۲ ستمبر ۱۹۳۱ء ساکن میانی حال سرگودھا - بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں - تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے - کانٹے طلائی سوا تولہ قیمت ۴۵ روپے - ایک انگوٹھی طلائی قیمتی دس روپیہ - ۵۰۷ روپے نقد جو میں نے بطور قرضہ حسنہ اپنے ایک رشتہ دار کو دیئے ہوئے ہیں - مہر میں اپنے خاوند سے وصول کر کے اپنی ذات پر خرچ کر چکی ہوں -

الامۃ - صالحہ بیگم - گواہ شد - غلام رسول کلرک ڈاکخانہ سرگودھا خاوند موصیہ - گواہ شد - تصدق حسین بلاک ۹ سرگودھا -

نمبر ۵۳۱۵ - منکہ غلام رسول ولد میاں غلام محی الدین قوم تہیم پیشہ ملازمت عمر اکتیس سال نو ماہ ۲ ساکن میانی - ضلع شاہ پور حال سرگودھا - بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے - جس کی کل قیمت -/۲۵۰۰ روپیہ ہے - لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو اس وقت بصورت ملازمت کلرک ڈاکخانہ -/۹۵ روپے ماہوار ہے - میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا - نیز جوں جوں میری تنخواہ میں ترقی ہوتی جائے گی - اسی نسبت سے یعنی ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے اپنی ماہوار ایزادی آمد بھی داخل خزانہ صدر انجمن کیا کروں گا - جائیداد حسب ذیل ہے - ایک مکان واقع بلاک ۱۶ سرگودھا - قیمتی ۲۰۰۰ روپیہ جو میرا اپنا پیدا کردہ ہے - اور جس کا میں واحد مالک ہوں - اور نصف حصہ مکان جدی واقعہ میانی محلہ مغتیانوالہ جس کے باقی نصف حصے کا مالک میرا حقیقی بھائی ہے - میرے حصہ کی قیمت اندازاً -/۳۰۰ روپیہ ہے - فرنیچر وکتب وباقی سامان جو گھر میں استعمال ہوتا ہے - اور میرا اپنا پیدا کردہ ہے - اندازاً قیمت ۲۰۰ کل قیمت -/۲۵۰۰ -

العبد - غلام رسول قائمقام امیر جماعت احمدیہ سرگودھا - گواہ شد فیض احمد ہیڈ کلرک سررشتہ تعلیم سرگودھا - گواہ شد - تصدق حسین بلاک ۹ سرگودھا -

نمبر ۵۳۱۳ - منکہ محمد لطیف ولد میاں اللہ دتہ قوم راجپوت پیشہ ٹھیکیدار - عمر تقریباً ۳۰ سال پیدائشی احمدی - ساکن قادیان - بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائیداد ایک مکان جس کی قیمت تقریباً آٹھ صد روپیہ -/۸۰۰ ہے - ایک قطعہ سکنی زمین چھ کنال ۱۲ مرلہ واقعہ نزد دارالانوار مالیتی -/۹۰۰ روپیہ ہے جس کا کم ترین ۱/۳ حصہ کا مالک ہے - ۲/۳ میرے دوسرے تایا زاد بھائیوں کا ہے - میاں محمد شریف صاحب و میاں محمد عبداللہ ولد میاں عبدالحمید ہے - میری نقد جائیداد تقریباً -/۵۰۰ روپیہ ہے - جو کیٹی دارالانوار محلہ میں پڑی ہے - مذکورہ بالا مکان -/۴۰۰ روپے میں رہن ہے - اور اس کی خشت کی قیمت -/۱۵۰ روپیہ میرے ذمہ واجب الادا ہے - میں ساری جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اگر جائیداد زیادہ ثابت ہو - تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - نیز اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ دیتا رہونگا جو عموماً ۲۰ روپے ماہوار ہے -

العبد - بقلم خود میاں محمد لطیف مستری قادیان - گواہ شد - محمد افضل خاں - خورشید - گواہ شد - مرزا محمد حسین جنرل محصل بیت المال قادیان -

198

نمبر ۵۲۶۱ - منکہ مریم بی بی - زوجہ میاں عبدالرحمن قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی - ساکن پنڈی چری ڈاکخانہ سید والہ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضلع شیخوپورہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت ایک کنال زمین واقعہ محلہ دارالرحمت بلاک ۱۳ قطعہ ۲۳ ہے - جس کی قیمت مبلغ -/۵۰۰ روپے ہے - اور یہ مہر میں مجھ کو ملی ہے۔ سوائے اس کے میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے - میں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں - کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور جو رقم میں اپنی زندگی میں جمع کرا کر سند حاصل کر لوں گی تو وہ اس سے منہا کی جائے گی -

الامۃ مریم بی بی بقلم خود

گواہ شد - عبد الرحمن خاوند موصیہ پنڈی چری - گواہ شد - محمد الدین سیکرٹری مال پنڈی چری -

نمبر ۵۲۶۳ - منکہ نذیر احمد ڈار ولد عبد الکریم ڈار صاحب - قوم ڈار پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال - تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء - ساکن ننگل شاہو ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ - حال دارالسلام - پوسٹ بکس ۴۲۶ برٹش ایسٹ افریقہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ نومبر ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - نوٹ اس وصیت پر عمل درآمد دسمبر ۱۹۳۸ء سے ہوگا۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں - میں ٹانگانیکا پولیس میں بعہدہ سب انسپکٹری ملازم ہوں - اور میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے - جو اس وقت ۱۲۷/۵۰ شلنگ ہے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں - کہ بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی -

العبد - نذیر احمد ڈار بقلم خود سب انسپکٹر پولیس ٹانگانیکا پولیس دارالسلام گواہ شد - فضل کریم لون احمدی قائم مقام پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دارالسلام - گواہ شد - شیخ مبارک احمد احمدی مبلغ مشرقی افریقہ حال وارد دارالسلام -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مخلص اور قابل بی اے ایل ایل بی کی ضرورت

نظارت امور عامہ کو ایک مخلص اور قابل بی - اے - ایل - ایل - بی کی خدمات کی ضرورت ہے - فی الحال ایسے دوست سے محتسب کا کام لیا جائے گا - لیکن ساتھ ساتھ ان کی ٹریننگ ایسے رنگ میں ہوگی - کہ موجودہ مشیر صاحب قانونی کے ریٹائر ہونے پر وہ اس اسامی پر ترقی دیئے جانے کے قابل ہو سکیں -

جب تک یہ دوست صیغہ احتساب میں کام کریں گے انہیں ساٹھ روپے ماہوار تک گزارہ دیا جائے گا - خواہشمند احباب فوراً اپنی درخواستیں جو تجربہ - عمر وغیرہ ضروری کوائف پر مشتمل ہوں - اور ضروری اسناد سے مکمل - عہدیداران مقامی کی تصدیق کے ساتھ جلد از جلد نظارت ہذا میں ارسال فرماویں -

ناظر امور عامہ

قیمت اخبار بھیجنے والے اصحاب سے گذارش

بذریعہ دفتر محاسب "الفضل" کا چندہ بھیجنے والے اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ کوپن پر چندہ کی تفصیل اور اپنا صحیح چٹ نمبر ضرور تحریر فرمایا کریں - بعض اوقات دوست چٹ نمبر تحریر نہیں کرتے - یا غلط تحریر کر دیتے ہیں - جس سے جہاں ان کے کھاتوں میں رقم جمع کرنے میں دیر ہو جانیکا امکان ہوتا ہے - وہاں دفتر کو بھی پریشانی اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے - اسی طرح منی آرڈر کے ذریعہ رقوم ارسال کرنے والے احباب کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں -

خاکسار منیجر الفضل

دعویٰ استقراریہ کے متعلق درخواست انتقال کی سماعت

چوہدری عصمت اللہ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - ایڈووکیٹ لائلپور نے چند اصحاب کی طرف سے مسٹر کھوسلہ سابق سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کی بنا پر حکومت پنجاب - اور مولوی عطاء اللہ احراری کے خلاف سینئر سب جج صاحب گورداسپور کی عدالت میں جو دعوئے استقراریہ دائر کر رکھا تھا - اس کے متعلق سرکاری وکیل نے جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر گورداسپور کی عدالت میں یہ درخواست دی - کہ مقدمہ عدالت سینئر سب جج سے منتقل کیا جائے - کیونکہ سشن جج جو کہ ڈسٹرکٹ جج بھی تھا - اور سینئر سب جج کا افسر تھا - اس کے فیصلہ کے متعلق یہ مناسب نہیں ہے - کہ سینئر سب جج جرح قدح کرے -

۱۴ فروری اس درخواست کی سماعت ہوئی - چوہدری عصمت اللہ صاحب نے مدعیان کیطرف سے عدالت میں پیش ہو کر بتایا - کہ میں نے تو اپنے نوٹس میں ہی یہ رائے ظاہر کر دی تھی - کہ اگر کسی اعلیٰ عدالت میں یہ مقدمہ چلایا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا - اور انہوں نے مقدمہ کے ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر کی عدالت میں منتقل ہو جانے پر رضامندی ظاہر کی - عدالت نے مقدمہ اپنے پاس رکھ لیا - اور اب ۲۰ فروری کو عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر اس امر پر بحث سماعت کریگی - کہ آیا مقدمہ [illegible]

پوشیدہ امراض کے مشہور معالج
کویراج گوبند سہائے گپتا
عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض یعنی گپت روگوں کا علاج بڑی کامیابی کیساتھ کرتے ہیں - اگر کوئی بھائی بہن پوشیدہ امراض میں مبتلا ہو - تو اپنا مفصل حال بھیج کر کویراج جی کی لیاقت اور دست شفا سے فیض اٹھائیں
غریبوں کا علاج مفت
خط و کتابت کا پتہ کویراج گوبند سہائی گپتا - لاہور

ہومیو پیتھک فہرست ادویات اور دیگر لٹریچر محصول ڈاک ایک آنہ بھیجکر سبلائم ہومیو پیتھک فارمیسی امرتسر سے مفت حاصل کریں -

سندھ جننگ فیکٹری کنری سندھ کے حصص کی فروخت

ایسے احباب کی اطلاع کے لئے جو اپنا روپیہ کسی مستقل نفع مند کام میں لگانا چاہتے ہوں شائع کیا جاتا ہے - کہ **سندھ جننگ فیکٹری** میں جو گذشتہ سال سندھ میں تیار ہوئی ہے - اور جس میں خدا کے فضل سے بہت عمدہ کام ہو رہا ہے - اور انشاء اللہ منافعہ بھی بفضل خدا کافی حاصل ہوگا - قریباً ستر ہزار کے حصص فروخت ہو چکے ہیں - کچھ باقی ہیں - روپیہ لگانے کی گنجائش ہے قیمت فی حصہ دس روپیہ ہے - مگر ایک ہزار روپیہ سے کم کے حصص فروخت نہیں کئے جاتے - خواہشمند احباب خاکسار سے فوراً خط و کتابت کریں -

فرزند علی عفی عنہ سیکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرز
دی سندھ جننگ فیکٹری کنری قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پشاور ۱۴ فروری - کل کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے ممبروں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ ملاقات کی۔ اور کانگرسی وزارت سے سخت مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسے جلد مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ سرکاری حکام اس کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کرتے۔ اور اگر موجودہ صورت جاری رہی۔ تو کانگرس کی تحریک اور وقار کو سخت دھکا لگے گا۔ ہندو اور سکھوں کے ایک وفد نے بھی آپ سے ملاقات کی۔ اور وزارت سے بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس کی تعلیمی پالیسی اقلیتوں کے تمدن اور زبان پر اثر ڈالنے والی ہے۔ نیز جان و مال کی حفاظت کے متعلق حکومت کی غفلت کی شکایت کی۔

پشاور ۱۴ فروری معلوم ہوا ہے کہ خان عبد الغفار خان کو گورنر سرحد نے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ اور آپ مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ کے مطابق کل گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات کریں گے۔

بنارس ۱۴ فروری - یو پی گورنمنٹ کے ایماء پر ایک ماہر علم الارضی شملہ کی پہاڑیوں میں ریسرچ کر رہا تھا۔ اب اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے جس میں لکھا ہے کہ ان پہاڑیوں میں خام لوہا اور گندھک بکثرت موجود ہے۔ اگر یہ تحقیق صحیح ثابت ہوئی۔ تو ملک کی صنعت و حرفت پر بہت خوشگوار اثر پڑے گا۔

دہلی ۱۴ فروری - آج مرکزی اسمبلی میں مسٹر کاظمی کا خلع بل پاس ہو گیا۔ یہ تحریک کہ ایسے مقدمات کا فیصلہ مسلمان جج ہی کیا کریں۔ منظور نہ ہو سکی۔ کیونکہ لاء ممبر نے کہا کہ اس طرح حکومت کی مشکلات میں اضافہ ہو جائیگا۔ آخر میں آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ کہ یہ بل اس قدر جلد منظور ہو گیا ہے آپ نے فرمایا۔ کہ سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس بل میں ان وجوہ اور صورتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے جن کے ماتحت مسلمان عورتیں طلاق حاصل کر سکتی ہیں۔

برن ۱۴ فروری - سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے ہسپانیہ میں فرانکو گورنمنٹ کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اپنا نمائندہ برگو روانہ کر دیا ہے۔

پیرس ۱۴ فروری - آج فرانسیسی پارلیمنٹ میں یہ امر زیر بحث آیا۔ کہ سپین میں فرانکو گورنمنٹ کو تسلیم کیا جائے۔ یا نہ کیا جائے۔ وزیر خارجہ نے بین الاقوامی صورت حالات پر تقریر کی۔ مگر اس سوال کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔

برسلز (بذریعہ ہوائی ڈاک) بلجین کانگو سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ایک آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا ہے ہزارہا ایکڑ جنگل اور نو آبادیاں لاوا سے تباہ ہو گئی ہیں۔ ہاتھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ جلتے ہوئے جنگلوں میں گھر گئے ہوتے ہیں۔ اور ان کے جل جانے کا خطرہ ہے جھیلیں لاوا گرنے سے خشک ہو گئی ہیں۔

لنڈن ۱۴ فروری - کل پارلیمنٹ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ اس امر کا یقین دلائے کہ سپین میں فرانکو گورنمنٹ کو تسلیم کرنے کا سوال اس کے زیر غور نہیں وزیر اعظم نے جواب دیا۔ کہ صورت حالات نہایت تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اس لئے کوئی یقین دلانا ممکن نہیں۔ حکومت اس بارہ میں حکومت فرانس کے ساتھ تبادلہ خیالات کر رہی ہے۔ اور دونوں اس بارہ میں ایک ساتھ کارروائی کریں گی۔

دہلی ۱۴ فروری - آج مرکزی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے ایک سوال کے جواب میں کہا گیا۔ کہ چیٹفیلڈ کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت برطانیہ کے پیش کر دی ہے۔

لاہور ۱۴ فروری - آج لاء کالج کے ہال میں پانچ بجے شام سر چھوٹو رام کا لیکچر تھا۔ لیکن بعض کانگرسیوں نے وہاں پہنچ کر سخت شور و شر بپا کر دیا۔ اور فرنیچر بھی توڑ ڈالا۔ اور لیکچر نہ ہونے دیا سر موصوف نے بھی کہا۔ کہ میں لیکچر کئے بغیر نہ جاؤنگا۔ آخر ۸ بجے پولیس نے آکر غوغائیوں کو باہر نکالا۔ اور لیکچر شروع ہوا۔ جس میں آپ نے کہا۔ کہ ہم سے کہا جاتا ہے۔ کہ مالیہ کم کریں۔ جسے ہم کم تو کریں گے۔ لیکن مرفہ الحال لوگوں پر چار کروڑ روپیہ ٹیکس لگائیں گے۔

دہلی ۱۴ فروری - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مدراس ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس وراداچاریار فیڈرل کورٹ کے جج مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ یہ جگہ مسٹر جیکر کے پریوی کونسل میں جانے سے خالی ہوئی تھی۔

بمبئی ۱۴ فروری - آج اسمبلی میں بجٹ پیش ہوا۔ جس میں بعض نئے ٹیکس بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ پٹرول پر ایک آنہ فی گیلن ٹیکس لگایا گیا۔ شہری جائدادوں پر نیز اخبارات میں شائع ہونے والے انعامی معموں پر بھی ٹیکس تجویز کیا گیا ہے۔ اور اس طرح آمد میں ایک کروڑ ۴۸ لاکھ روپیہ کے اضافہ کی توقع ہے۔

کلکتہ ۱۴ فروری - مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر ایم۔ این۔ رائے نے ایک پریس انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ کانگرس کے انتہاء پسندوں اور اعتدال پسندوں میں مفاہمت کا کوئی امکان نہیں۔ اور گاندھی پارٹی کو انجام کار ورکنگ کمیٹی سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ لیکن ان کے بغیر کوئی ورکنگ کمیٹی بنانا بھی ناممکن ہو گا۔

ٹوکیو ۱۴ فروری - پرسوں جاپان میں سلطنت کی ۲۵۹۹ سالگرہ منائی گئی۔ جس میں شاہ جاپان نے حصہ لیا۔ اور مجلس اصلاح کو دو لاکھ ین چندہ دیا۔ وزیر انصاف کے حکم سے ۳۰۰۰ قیدی رہا کئے گئے۔

راجکوٹ ۱۴ فروری - ریاست ہذا کے سابق دیوان سر پیٹرک کیڈل نے ریاست میں نظم و نسق کی خرابیوں اور بد نظمیوں کے متعلق ایک طویل رپورٹ ارسال کی ہے حکومت ہند بھی اس ریاست کے حالات سے مطمئن نہیں۔

لاہور ۱۴ فروری - حکومت پنجاب نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فصل خریف ۱۹۳۶ء کے سلسلہ میں مالیہ میں پونے چھتیس لاکھ کی معافی ہوئی ہے مالیہ میں تدریجی پیمانہ کا طریق جو اس وقت تک بعض اضلاع میں رائج ہے۔ اسے دوسرے اضلاع میں بھی جاری کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے ماتحت ایک خاص معیار کے بالمقابل زرعی اجناس کی قیمتوں میں کمی بیشی کے ساتھ ساتھ مالیہ کے متعلق سرکاری مطالبہ میں خود بخود کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ گذشتہ سال میں دو صوبوں کے ریونیو منسٹر اس طریق کے مطالعہ کے لئے آئے تھے۔ تقاوی میں بھی پونے چھ لاکھ روپیہ کی وصولی ملتوی اور سوا لاکھ روپیہ کی معافی دی گئی ہے۔

ناگپور ۱۴ فروری - سی۔ پی کے وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے ایک پبلک تقریر میں کہا۔ کہ جے پور اور راجکوٹ میں صورت حالات نے سخت الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اور غالباً میں اور میرے ساتھی جلد جیل میں چلے جائیں گے۔

لاہور ۱۴ فروری - چونکہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس تری پوری کانگرس کے اجلاس کے ایام میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس لئے کانگرس پارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ بجٹ کی عام بحث میں حصہ نہ لے گی۔ کانگرس پارٹی کے لیڈر نے درخواست کی تھی۔ کہ ۷ تا ۱۰ مارچ اجلاس ملتوی رہے لیکن یہ بات منظور نہیں ہوئی۔

پشاور ۱۴ فروری معلوم ہوا ہے کہ سرحد کے معاملات اس قدر الجھے ہوئے ہیں۔ کہ مولانا ابوالکلام آزاد مارچ کے وسط میں پھر یہاں آئیں گے۔ اور گاندھی جی کو بھی ساتھ لائیں گے۔

بمبئی ۱۴ فروری - آج بجٹ پیش کرتے ہوئے فنانس ممبر نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ حکومت بمبئی نے حکومت ہند کو لکھا ہے کہ اگلے سال سے اس صوبہ کو مرکزی فنڈ سے ایک کروڑ روپیہ سالانہ کی رقم دی جائے۔ نہیں تو صوبہ کا نظم و نسق چلنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس تجویز پر غور کرنے کے لئے ایک سال کا نوٹس دیا گیا ہے اس اعلان کا کانگرسی ممبروں نے تالیوں سے خیر مقدم کیا گیا

بمبئی ۱۴ فروری - پرجا منڈل نے جے پور گورنمنٹ کا چیلنج منظور کرتے ہوئے اعلان کیا ہے

یکصد روپیہ انعام اس شخص کی نذر کیا جائے گا۔ جو یہ ثابت کر دے کہ ہم نے خالص اور اعلیٰ باسمتی کے چاول سپلائی نہیں کئے ایک بار ضرور خریدیں۔ آزاد اینڈ سنز مریدکے ضلع شیخوپورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تعطیلات محرم کے لئے رعائت

آئندہ تعطیلات محرم کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۲۲ فروری سے لے کر ۳ مارچ ۱۹۳۹ء تک واپسی ٹکٹ جو ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء تک کار آمد ہوسکیں گے۔ حسب ذیل شرحوں پر جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ یکطرفہ مسافت ۱۰۰ میل سے زائد ہو یا ۱۰۰ میل کا رعائتی کرایہ ادا کر دیا جائے۔

اول اور دوم درجہ ۱½ کرایہ
درمیانہ اور سوم درجہ ۱½ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے اس کے استعمال کرنے سے اٹھارہ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دے گی۔ یہ نئی دوائی نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے باہر ادبن کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا دنیا میں آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے

نوٹ۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے

جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔ ماننے کا پتہ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر بیرون لکھنؤ**

ریشمی بوسکی

دھاری دار اور سفید رنگ پختہ چیز اعلےٰ دیکھنے اور دُھلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی آزمائش ضروری ہے۔

عرض ۲۷ تھو۔ قیمت ۹ گز ۳ سوا ۲ محصولڈاک ۸ ۱ اٹھارہ گز کے خریدار کو محصول معاف ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو کپڑے کا کام کر سکیں۔ اسٹامپ بھیجکر قواعد حاصل کریں۔ مکمل سن اینڈ برادرس لدھیانہ پنجاب

تعارف

مرگی ہسٹیریا۔ موتیا بند۔ بہرہ پن دمہ۔ کنٹھ مالا۔ بادگولہ سل۔ جلندھر۔ پتھری۔ ذیابیطس۔ اور دیگر پیشاب کی بیماریوں فیل پا۔ داد۔ چنبل۔ بواسیر۔ سل۔ دق۔ نکسیر۔ مردوں عورتوں کے پوشیدہ اور جسمانی امراض کے لئے نوے فیصدی کامیاب امریکن ادویات طلب فرمایئے ۔

ڈاکٹر ایم۔ ایچ احمدی معرفت الفضل قادیان

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ کرموں ولد امیرا ذات ماہولی سکنہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۸ $\frac{3}{39}$ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ $\frac{2}{39}$

(دستخط) خانصاحب میاں نور الدین صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ چنیوٹ ضلع جھنگ

(بورڈ کی مہر)

فارم ۱

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ منکہ الہ داد ولد محمد ذات کو بھار سکنہ موضع دھیر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۳ $\frac{3}{39}$ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور پر مقروض کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ $\frac{2}{39}$

(دستخط) خانصاحب میاں نور الدین صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ چنیوٹ ضلع جھنگ۔

(بورڈ کی مہر)

بعدالت العالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بمقام لاہور

دیوانی ابتدائی مقدمہ ۲۶ آف ۱۹۳۹ء

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہندکے مجریہ ۱۹۱۳ء بہ ترمیم ایکٹ ۲۲ آف ۱۹۳۶ء اور درخواست منجانب دی نیو انڈیا ایمبرائڈری ملز لمیٹڈ امرتسر زیر دفعہ ۱۵۶ ایکٹ کمپنی ہائے ہند بدیں استدعا کہ کمپنی نے سرمایہ حصص کو کم کرنے کا جو سپیشل ریزولیوشن پاس کیا ہے اس کی تصدیق کرائی جائے۔

جملہ متعلقین کو اطلاع

بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ دی نیو انڈیا ایمبرائڈری ملز لمیٹڈ مذکور نے ایک درخواست بدیں استدعا ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو عدالت ہذا میں گزرانی ہے کہ کمپنی کے ایک سپیشل ریزولیوشن متعلقہ تخفیف سرمایہ حصص کی تصدیق کی جائے۔

از آنجا یہ ہدائت کی گئی ہے۔ کہ درخواست مذکور عدالت ہذا میں ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء دس بجے قبل دوپہر پیش ہو۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جو شخص اصدار حکم جس کے لئے درخواست مذکور میں استدعا کی گئی ہے کی مخالفت کرنا چاہے۔ وہ عدالت ہذا میں بوقت سماعت اصالتاً یا بذریعہ ایڈووکیٹ پیش ہو۔ اگر کوئی شخص درخواست پیشکردہ عدالت کی نقل لینا چاہے تو وہ عدالت ہذا میں درخواست دینے پر اس کی مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد مہیا کی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت العالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکچر بمقام لاہور کے جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت)

(دستخط) کے۔ سی۔ ویب ڈپٹی رجسٹرار

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

اگر یہ سال یا دو سال لگاتا بھی ہے۔ اور پھر کام کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنے دو سال ضائع کر دیئے۔ پھر بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو تکمیل کے لئے پندرہ بیس بلکہ تیس سال چاہتے ہیں۔ اگر بیس تیس سال میں تکمیل کو پہونچنے والا کام کوئی شخص پندرہ سال کرتا اور پھر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ کام یقیناً خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کام کے لئے بیس یا تیس سال کی ضرورت تھی۔ اسی طرح بعض کام ایسے ہوتے ہیں۔ جو سینکڑوں سال چاہتے ہیں۔ اگر ان سینکڑوں سال چاہنے والے کاموں کو کوئی شخص پچاس ساٹھ یا سو سال کر کے چھوڑ دے۔ تو لازماً وہ خراب ہو جائیں گے ؎

اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ نکتہ سکھانے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ بعض چیزوں کی تکمیل وقت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔ اپنے کاموں کے لئے بھی مختلف اوقات مقرر کر دیئے ہیں۔ بعض نادان اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ جب خدا

کن فیکون کہنے والا

ہے۔ تو اس کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ وہ ایک سیکنڈ میں تمام کام کرے یہ درست ہے کہ خدا اگر چاہے تو ایک سیکنڈ میں ہی تمام کام کرے لیکن اگر خدا ایک سیکنڈ میں تمام کام کر دیتا تو انسان میں استقلال کا مادہ پیدا نہ ہوتا۔ اور اس کے سامنے کوئی ایسی مثال نہ ہوتی۔ جس سے وہ سمجھ سکتا۔ کہ استقلال کیا چیز ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو دیکھو کوئی کام ایسا ہے۔ جو وہ بیس اکیس دن میں کرتا ہے۔ مثلاً مرغی کے بچے پیدا کرنے کے لئے تین ہفتے کافی ہوتے ہیں۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو وہ چھ مہینے میں کرتا ہے۔ جیسے بکری کا بچہ ہے۔ اس کے پیدا کرنے میں اللہ تعالےٰ چھ مہینے لگا دیتا ہے۔ پھر کچھ کام ایسے ہیں جنکو وہ نو مہینے میں کرتا ہے جیسے انسان کا بچہ ہے۔ اس کام کو وہ نو مہینے میں کرتا ہے۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو سال چاہتے ہیں جیسے گھوڑی کا بچہ ہے۔ کہ وہ سال میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں۔ جو پانچ دس بلکہ بعض بیس سال میں مکمل ہوتے ہیں جیسے پھلدار درخت ہیں۔ کوئی ان میں سے تین چار سال میں پھل دیتا ہے۔ کوئی سات سال میں پھل دیتا ہے۔ کوئی دس سال میں پھل دیتا ہے۔ کوئی پندرہ سال میں پھل دیتا ہے۔ گویا یہ کام خدا تعالےٰ کئی سالوں میں جا کر کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اوقات کی لمبائی کو بڑھاتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کام اللہ تعالےٰ لاکھوں سالوں میں کرتا ہے جیسے پتھر کا کوئلہ ہے۔ پہلے عام طور پر لوگ پتھر کے کوئلہ سے واقف نہیں ہوتے تھے۔ مگر اب تو دیہات میں بھی مشینیں لگ جانے کی وجہ سے گاؤں کے لوگ بھی پتھر کے کوئلہ سے واقف ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ پتھر کے کوئلہ کے استعمال میں خرچ کی کفایت ہوتی ہے۔ اس لئے کئی لوگ پتھر کا کوئلہ استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ اب یہ پتھر کا کوئلہ انہی درختوں سے بنا ہے۔ جن کی لکڑیاں کاٹ کاٹ کر جلائی جاتی ہیں۔ مگر یونہی نہیں بلکہ کئی لاکھ سال تک یہ درخت زمین میں دفن رہے۔ اور کئی لاکھ سال تک زمین میں دفن رہنے کے بعد یہ درخت پتھر کے کوئلہ کی شکل میں بدل گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے پتھر کا کوئلہ بنانے کے لئے کئی لاکھ سال لگا دیئے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے درحقیقت یہی بتایا ہے کہ

وقت کی لمبائی یا چھوٹائی

بھی چیزوں کی خوبصورتی اور عمدگی کے لئے ضروری ہے۔ طب ہی کو دیکھو بعض اعلےٰ ادویہ ایسی ہیں کہ ان کے اجزاء بالعموم وہی ہیں جو ہمیشہ استعمال میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کو کچھ عرصہ تک دفن کرنے کی وجہ سے ان ادویہ کی حالت ہی بدل جاتی ہے۔ مثلاً برشعشا ایک دوائی ہے جو نزلہ کے لئے نہایت مفید ہے اب اگر برشعشا کے اجزاء کو ملا کر فوری طور پر استعمال کر لیا جائے۔ تو وہ کوئی نفع نہیں دیں گے۔ برشعشا کا پورا نفع انسان کو اسی صورت میں حاصل ہوگا۔ جبکہ اسے چالیس دن تک غلہ میں دفن رکھا جائے۔ اب دوائیں وہی ہوں گی جو چالیس دن پہلے ہوں گی۔ مگر جو نفع چالیس دن غلہ میں دفن کرنے کے بعد حاصل ہوگا وہ پہلے حاصل نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ یہ کیا حماقت ہے۔ جب دوائیں وہی ہیں تو مزید چالیس دن غلہ میں دبانے سے کیا فائدہ۔ سو اصل بات یہ ہے۔ وقت اپنی ذات میں بعض چیزوں کا ضروری جزو ہے۔ جب تک دواؤں کے ساتھ وقت کو نہ ملایا جائے وہ اچھی نہیں بنیں گی۔ پس صرف دوائیں نہیں بلکہ دوائیں مع وقت اس کا جزو بنتی ہیں۔ پھر بعض دوائیں ایسی ہیں جنہیں چھ ماہ کے لئے دفن کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر انہیں چھ ماہ بند کر کے نہ رکھا جائے تو کبھی فائدہ نہیں دیتیں۔ اسی طرح بعض دوائیں سال سال اور بعض دو دو سال کے بعد کھانے کے قابل بنتی ہیں۔ وہی اجزاء اگر اسی وقت باہم ملا کر کھالو تو ایسا فائدہ نہیں دیں گے۔ لیکن اگر دو سال کے بعد کھاؤ تو تریاق بن جائیں گے۔ تو بعض دوائیں اکیلی فائدہ نہیں دیتیں بلکہ وقت بھی ان کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ اور ایسی ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں اشیاء ہیں۔ جن کا وقت خود ایک اہم جزو ہوتا ہے۔ کوئی نئی چیز ان میں داخل نہیں کی جاتی۔ صرف وقت ان کے ساتھ شامل کر لیا جاتا ہے۔ اور وہ کچھ سے کچھ ہو جاتی ہیں۔ اور جب وقت شامل نہیں ہوتا تو وہ مفید نہیں ہوتیں۔ یہی حال

اللہ تعالےٰ کی تعلیمات

کا ہے۔ اس کی بعض تعلیمیں بھی تبھی پختہ ہوتی ہیں۔ اور تبھی ان کا قوام عمدہ اور اعلےٰ ہوتا ہے جب متواتر کئی نسلیں ان کو اختیار کرتی چلی جائیں۔ جب مسلسل کئی نسلیں ان تعلیموں پر عمل کرتی چلی جاتی ہیں تب وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور دنیا کے لئے حیرت انگیز طور پر مفید بن جاتی ہیں۔ خصوصاً جو جماعتیں اور جو نظام جمالی رنگ میں ہو یعنی

عیسوی سلسلہ کے اصول کے مطابق

وہ ایک لمبے عرصہ کے بعد پختہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ دو دو تین تین سو سال کے بعد اسے پختگی حاصل ہوتی ہے۔ گویا اس کی مثال ان اعلیٰ درجہ کی معجونوں یا برشعشا کی قسم کی دواؤں کی سی ہوتی ہے۔ جو ایک لمبے عرصہ کے بعد اپنی خوبی ظاہر کرتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؎

میاں عبد اللہ خان صاحب کو بخار کی شکائت ہے۔ احباب انکی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں ؎

مسجد دارالبرکات میں خان صاحب ڈاکٹر محمد عبد اللہ خان صاحب نے اندھے پن کی روک تھام کے موضوع پر لیکچر دیا۔ خدام الاحمدیہ کے بعض ممبروں نے بھی تقریریں کیں ؎

ہمارا سلسلہ بھی عیسوی سلسلہ ہے اور اس کی خوبیاں بھی تبھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ جب ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جائے۔ جس طرح بعض دواؤں کو ایک لمبے عرصہ تک دفن رکھ کر انہیں مفید بننے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ موقعہ نہ دیا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم عمداً اس دوائی کو خراب کرتے ہیں۔ اسی طرح ضروری ہوتا ہے۔ کہ

جمالی تعلیموں کے نیک نتائج

کا بھی ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جائے۔ مگر دواؤں میں سے تو کوئی دوائی زمین میں دفن کی جاتی ہے۔ کوئی جَو میں دفن کی جاتی ہے۔ کوئی گیہوں میں دفن کی جاتی ہے۔ مگر جمالی تعلیم ایک لمبے عرصہ تک اپنے دلوں میں دفن کی جاتی ہے۔ جب ایک لمبے عرصہ تک اس تعلیم کو اپنے دلوں میں جگہ دی جائے۔ تو یہ اعلیٰ درجہ کی معجون بن جاتی ہے۔ ایسی معجون جو تریاق ہوتی ہے اور جو مُردہ کو بھی زندہ کر دیتی ہے۔

پس قانونِ قدرت کا یہ نکتہ ہمیں بھلا نہیں دینا چاہیئے۔ نادانی کی وجہ سے بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ جب اجزاء وہی ہیں۔ تو وقت کی کیا ضرورت ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قانونِ قدرت میں ایسی کئی مثالیں رکھ دی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعض چیزوں کے لئے وقت کی لمبائی بھی ایک جزو ہوتی ہے۔ اسی لئے میں نے

جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد

رکھی ہے۔ میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے۔ کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے۔ اسے ہوا نہ لگ جائے۔ بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے۔ تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو۔ اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے۔ اور ایسی صورت اختیار کر لے۔ جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی یہ تعلیم محدود رہی۔ تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کا جو اجتماع ہوا تھا۔ اس میں میں نے خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور باقی جماعت کو عموماً اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اس کام میں

خدام الاحمدیہ کی مدد کی جائے۔

پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی میں نے دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ اس جماعت کی مالی امداد کرنا یہ بھی ایک ثواب کا کام ہے۔ اور جن کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی ہوئی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ تھوڑی بہت جس قدر بھی مدد کر سکتے ہوں۔ ضرور کریں۔ تاکہ خدام الاحمدیہ عمدگی۔ اور سہولت کے ساتھ اپنا کام کر سکیں۔ کئی نادان ہیں۔ جو اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ کہ انگریزوں کے فلاں کام تو خوب چلتے ہیں۔ مگر ہمارے کام اس طرح نہیں چلتے۔ اور وہ یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ ان کے کام کے تسلسل کے پیچھے باقاعدہ دفتر ہوتے ہیں۔ باقاعدہ کام کرنے والے ہوتے ہیں باقاعدہ خط و کتابت۔ سفر اور اجتماعات وغیرہ کے لئے روپیہ ہوتا ہے۔ اور جب سب چیزیں انہیں میسر ہوں۔ تو ان کے کام کیوں نہ چلیں۔ مگر ہمارے ہاں نہ سرمایہ ہوتا ہے۔ نہ پورے وقت کے ایسے کارکن ہوتے ہیں۔ جو تجربہ کار ہوں اور نہ عام ضروریات کے لئے کوئی روپیہ ہوتا ہے۔ اور پھر اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ لوگ متواتر کام نہیں کرتے۔

جب نیشنل لیگ قائم ہوئی

تو اس وقت بھی میں نے انہیں یہ نصیحت کی تھی۔ کہ اب تو تم جوش میں یہ خیال کر لو گے۔ کہ ہم سارا کام خود ہی کر لیں گے مگر کاموں کو جب بڑھایا جائے۔ تو ضروری ہوتا ہے۔ کہ ان کے پیچھے مستقل عملہ ہو جو رات دن کام کرتا رہے۔ تاکہ تسلسل قائم رہے۔ مگر انہوں نے میری بات کو اچھی طرح نہ سمجھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے کام میں خرابی پیدا ہو گئی۔ قادیان میں اگر نیشنل لیگ کور کا کام کچھ لمبا چلا ہے۔ تو اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ یہاں ایک مستقل آدمی مقرر ہے جس کا فرض یہی ہے۔ کہ وہ نیشنل لیگ کور کا کام کرے۔ اور چونکہ مستقل طور پر یہ کام اس کے سپرد ہے۔ اس لئے لازماً اسے اپنی توجہ اس کام کی طرف رکھنی پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں نیشنل لیگ کور زیادہ کامیاب رہی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہر جگہ مستقل آدمی نہیں رکھے جا سکتے۔ لیکن اگر بعض سرکل اور دائرے مقرر کر دیئے جاتے اور ان میں نیشنل لیگ کے آدمی دورہ کرتے رہتے۔ تو یقیناً ان کی کوششوں کے بہت زیادہ شاندار نتائج نکلتے مگر انہوں نے چونکہ اس پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ اور اپنی قربانی اور ایثار پر حد سے زیادہ انحصار کر لیا۔ اس لئے ان کے کام میں خرابی واقعہ ہو گئی۔ حالانکہ بعض چیزیں اخلاص سے نہیں۔ بلکہ نظام سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جب تک نظام کی پابندی نہ ہو۔ اس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی۔

تو مذہبی تعلیموں کی اشاعت کے لئے خصوصاً عیسوی نقش پر آنے والی اور جمالی رنگ اپنے اندر رکھنے والی تعلیموں کے لئے

ایک لمبے عرصہ تک مسلسل اور متواتر کام کرنے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اور یہ تسلسل تبھی قائم رہ سکتا ہے۔ جب آئندہ اولادوں کی اصلاح کی جائے۔ جس شخص کے دل میں اخلاص پیدا ہو جائے۔ وہ تو اپنی موت تک اس راستہ کو نہیں چھوڑتا۔ اور چاہے اس کی گردن پر تلوار رکھ دی جائے۔ وہ اپنی اولاد کی اصلاح کے خیال سے غافل نہیں رہتا۔ ہاں جب مر جائے۔ تو پھر وہ اپنی اولاد کی اصلاح کا ذمہ وار نہیں رہتا۔ ذمہ واری صرف زندگی تک عائد ہوتی ہے۔ ورنہ جس دن کوئی شخص مر جائے اسی دن وہ اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور تو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا تعالےٰ کے ایک نبی ہیں اُن سے بھی قیامت کے دن جب اللہ تعالےٰ پوچھیگا۔ کہ کیا تُو نے لوگوں سے یہ کہا تھا۔ کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کا شریک ٹھہرایا جائے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی جواب دیں گے۔ کہ حضور جب تک میں زندہ رہا۔ لوگوں کا ذمہ وار رہا۔ لیکن جب آپ نے مجھے وفات دے دی۔ تو پھر مجھے کیا پتہ کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اب دیکھو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک نبی ہیں۔ مگر موت کے بعد لوگوں میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کی ان پر بھی ذمہ واری نہیں۔ لیکن اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کا کوئی مثیل کھڑا ہو جاتا۔ جو لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کام اُن کے حواریوں کی اولادوں کی طرف منتقل ہو جاتا۔ تو یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی اس قدر خرابی رونما نہ ہوتی جس قدر کہ خرابی رونما ہوئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر اسلام میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی۔ تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں میں سے آپ کو ایسی اولادیں عطا کی تھیں۔ جنہوں نے

اپنے باپ دادا کے کام کو سنبھال لیا۔

اور وہ سلسلہ چلتا چلا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے وعدہ کیا۔ اور یہی وعدہ ہے جو درحقیقت آپ کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اس کی حفاظت کریں گے۔ اور تمہاری اولادوں میں سے ہی ایسے لوگ کھڑے کر دیں گے۔ جو اسلام کے گرتے ہوئے جھنڈے کو سنبھال لیں گے اور اسلام کو ترقی اور عروج کی منزلوں تک لیجائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی وعدہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر عظمت اور بڑائی ثابت کرتا ہے۔ انبیاء سابقین کے کاموں کے تسلسل کے قیام کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا کہ قریب کے زمانہ میں تیری جماعت دین کی خدمت کرے گی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر آئندہ بھی کوئی خرابی پیدا ہوگی۔ تو تیری روحانی اولاد میں سے ہم کسی شخص کو کھڑا کر دیں گے اور وہ پھر تیری عظمت کو دنیا میں قائم کر دے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے بالکل بھلا دیا۔ جب تعلیم اسلام سے وہ کوسوں دور جا پڑے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کہلانے والے اپنے آبائی مذہب کی تحقیر و تذلیل پر اتر آئے تو مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا

قرار دے کر کھڑا کر دیا اور اس نے پھر اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ قائم کر دیا۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسلام کی حفاظت کا یہ سامان نہ ہوتا اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت نہ ہوتی۔ تو آج اسلام کی کونسی چیز باقی رہ گئی تھی۔ مگر اس کامل تباہی میں سے زندگی کے آثار کس طرح پیدا ہوئے؟ اسی طرح پیدا ہوئے کہ اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا۔ اور اسے وہ تمام قوتیں دیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی بیٹے میں موجود ہونی چاہئیں وہ آیا اور اس نے اسلام کو اس رنگ میں مذاہب عالم پر غالب اور برتر ثابت کیا کہ اب بجائے بڑھاپے کے اس میں جوانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور دنیا ان جوانی کے آثار کو

محسوس کر رہی ہے۔ کجا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ لوگ کہتے تھے۔ اب اسلام مٹا کہ مٹا اور کجا یہ زمانہ ہے۔ کہ اب لوگ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ اسلام حملہ آور ہو رہا ہے۔ اور وہ مذاہب عالم کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔

ہٹلر جو جرمنی کا ڈکٹیٹر ہے۔ اس نے کئی سال ہوئے جبکہ ابھی وہ برسر اقتدار نہیں آیا تھا۔ ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا نام ہے۔ میری جدوجہد اس کتاب میں اس نے اپنے اغراض اور اپنی کوششوں کے مقاصد بیان کئے ہیں۔ یہ ایک نہایت عجیب اور لطیف کتاب ہے۔ مَیں مدت سے اس کی تلاش میں تھا۔ مگر مجھے ملتی نہ تھی۔ اب تو دو تین سال سے یہ کتاب ہندوستان میں آئی ہوئی ہے۔ مگر اتفاق یہ ہے کہ یہ کتاب مجھے نہ ملی۔ اب کے جو مَیں لاہور گیا۔ تو یہ کتاب مجھے مل گئی اور میں نے اسے پڑھا۔ مجھے اس کتاب کے ایک فقرہ سے گو وہ حقیقت کو ذہن میں رکھ کر لکھا گیا معلوم نہیں ہوتا مجھے بہت ہی مزہ آیا۔ کیونکہ اس میں

احمدیت کی طاقت کا اقرار

کیا گیا ہے۔ ہٹلر اس کتاب میں عیسائیوں کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ وہ سخت غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور وہ حکومتوں کو اس بات پر مجبور کر رہے ہیں۔ کہ وہ گرجاؤں کے معاملہ میں دخل دیں کیونکہ گرجا کے ارباب عقل سے کام نہیں لے رہے اور خواہ مخواہ حکومتوں کے معاملات میں دخل دے رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مذہب کو سیاسیات کا ہتھیار کیوں بنایا گیا ہے۔ اور بجائے اس کے۔ کہ وہ مذہب کو مذہب کی حدود میں رکھتے انہوں نے اسے سیاسی قوت کے حصول کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے اور اپنی اغراض کے ماتحت لاکھوں مشنری ایشیا اور افریقہ میں پھیلا رکھے ہیں تاکہ ان کو سیاسی اقتدار حاصل ہو۔ اور اس امر کا خیال نہیں کیا جاتا کہ کروڑوں عیسائی خود یورپ میں دہریہ ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ انہیں سچے مذہب کی

اشاعت کی فکر نہیں بلکہ سیاسی طاقت کے حصول کی فکر ہے۔ اگر انہیں یہی خواہش ہوتی۔ کہ لوگوں کو سچے مذہب کا راستہ بتایا جائے تو انہیں چاہیئے تھا کہ بجائے غیروں کے وہ اپنوں کی فکر کرتے۔ مگر وہ اپنوں کی تو فکر نہیں کرتے اور دوسروں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذہب ان کے مدنظر نہیں پھر اس کے ساتھ ہی وہ لکھتا ہے کہ گو یہ ایشیا، اور افریقہ میں اپنا مذہب پھیلانے کی جدوجہد کر رہے ہیں مگر ایشیا اور افریقہ میں بھی ان کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔ کیونکہ وہاں مسلمان مشنری لوگوں کو اسلام میں واپس لا رہے ہیں۔ اور عیسائی مشنریوں سے زیادہ کامیاب ہیں۔ اب

وہ مشنری جو اسلام کی صحیح خدمت کر رہے ہیں

اور عیسائیوں کا مقابلہ کر کے لوگوں کو پھر اسلام میں واپس لا رہے ہیں۔ سوائے احمدیوں کے اور کون ہیں؟

پس اس فقرہ میں گو احمدیہ جماعت اس کے ذہن میں نہیں۔ پھر بھی اس نے جماعت احمدیہ کی طاقت کا اقرار کیا ہے۔ اور وہ لکھتا ہے۔ کہ ایشیا اور افریقہ میں جو لوگ اسلام کو پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کو پھر اسلام میں واپس لا رہے ہیں۔ ان کی جدوجہد کے مقابل پر مسیحی مشنری ناکام ہو رہے ہیں۔ تو حق یہ ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے بعد

جو تسلسل اسلام میں اللہ تعالےٰ نے قائم کر دیا ہے۔ اس کا دنیا کے قلوب پر نہایت گہرا اثر ہے۔ یا تو لوگ یہ سمجھتے تھے۔ کہ اسلام مٹا اور یا اب یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ اسلام میں دوبارہ زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ پھر دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرنے لگ گیا ہے۔ اس عظیم الشان تغیر پر جہاں ہمارا حق ہے۔ کہ ہم خوش ہوں۔

وہاں ہمیں یہ امر بھی کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اگر ہم نے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا۔ تو یہ ہماری موت کی علامت ہوگی۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہم اس تسلسل کو قائم رکھیں۔ مصلح انبیاء ہمیشہ فاصلہ فاصلہ پر آیا کرتے ہیں۔ اور یہ کام ان کی امتوں کا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی اولادوں کی اصلاح کریں۔ اور ان کے دلوں میں انبیاء کی تعلیمات کو مضبوطی سے گاڑ دیں اور اس طرح مذہب کی طاقت کو بڑھاتے چلے جائیں۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد جب عالمگیر تنزل ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مصلح نبی مبعوث ہوا کرتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں۔ ہمارا جو زمانہ ہے یہ بھی ایسا نہیں کہ اس میں جلدی ہی کوئی اور نبی مبعوث ہو۔ ہم اللہ تعالےٰ کی طاقتوں کو محدود نہیں کرتے۔ اس سے یہ کوئی بعید بات بھی نہیں کہ وہ کسی اور نبی کو بھیج دے لیکن بظاہر یہ ایسا زمانہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جماعت کو ایک نئے نبی کی قیادت میں کام کرنے کی بجائے خلفاء موعود و غیر موعود کی قیادت کے ماتحت کام کرنا ہوگا پس ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں تک اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے۔ اور درحقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی انجمن قائم کی ہے۔ تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نکتہ ایسے اعلےٰ طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ امر ہر شخص جانتا ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی اصلاح میں سے مقدم اصلاح لڑکیوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہوتی ہیں۔ اور ان کا اثر اپنی اولاد پر بہت بھاری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو قوم عورتوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس قوم کے مردوں کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔ اور جو قوم مردوں اور عورتوں دونوں کی اصلاح کی فکر کرتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہی خطرات سے بالکل محفوظ ہوتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نکتہ کو کیا ہی لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے تھے۔ صحابہؓ آپ کے گرد حلقہ باندھے تھے۔ آپ نے فرمایا جس مسلمان کے گھر تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرے۔ تو اس مسلمان کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اب بظاہر کوئی ایسا شخص جو قومی ترقی کے اصول سے ناواقف ہو۔ کہہ سکتا ہے کہ یہ کونسی بات ہے۔ بھلا تین لڑکیوں کی اصلاح سے جنت مل سکتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ

تین لڑکیوں کی تربیت

کوئی ایسی اہم بات نہیں۔ حالانکہ جو شخص تین لڑکیوں کی اچھی تربیت کرتا ہے وہ صرف تین کی ہی تربیت نہیں کرتا۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں اسلام کے خادم پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑکیاں اچھے لڑکے پیدا کرنے کا موجب بنیں گی اور وہ لڑکے اسلام کے لئے اچھے قربانی کرنے والے ثابت ہوں گے۔ آجکل لوگوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ایک کان سے بات سنتے۔ اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ مگر صحابہؓ پر اللہ تعالےٰ بے انتہا کرم نازل فرمائے ان میں ایک ایسی خوبی تھی کہ اسے دیکھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے سے چھوٹے فقرہ کی بھی بڑی قدر کرتے تھے اب یہی روایت جو میں نے بیان کی ہے اس زمانہ کے لوگ اسے سنیں۔ تو اکثر ایک کان سے سنکر دوسرے سے باہر نکال دیں گے۔ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ ممکن ہے بعض یہ اعتراض شروع کر دیں۔ کہ بھلا تین لڑکیوں کا جنت سے کیا تعلق۔ اور جو اس حدیث سے لذت بھی پائیں گے۔ وہ اس کی حقیقت پر غور نہیں کریں گے۔ مگر صحابہؓ جو اس بات کے مشتاق رہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے جب یہ بات سنی۔ تو وہ جن کی تین لڑکیاں تھیں وہ اس خوشی سے بیتاب ہو گئے کہ وہ ان کی اچھی تربیت کر کے جنت کے حق دار بن جائیں گے۔ مگر وہ جن کی تین لڑکیاں نہیں تھیں بلکہ دو تھیں ان کے چہروں پر افسردگی چھا گئی۔ اور انہوں عرض کیا۔ یا رسول اللہ

اگر کسی کی دو لڑکیاں ہوں

آپ نے فرمایا۔ اگر کسی کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان دونوں کی اچھی تربیت کرے تو اس کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جب آپؐ نے یہ بات فرمائی۔ تو وہ لوگ جنکی

صرف ایک لڑکی

تھی وہ افسردہ اور مغموم ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر کسی کی دو لڑکیاں نہ ہوں۔ بلکہ صرف ایک لڑکی ہو۔ تو وہ کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر کسی کی ایک ہی لڑکی ہو۔ اور وہ اسے اچھی تعلیم دے اور اس کی اچھی تربیت کرے۔ تو اس کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ یہ نکتہ ہم کو بتایا کہ قومی نیکیوں کے تسلسل کو قائم رکھنا انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ کیونکہ جو قومی تسلسل قائم رکھتا ہے۔ وہ دنیا میں ہی ایک جنت پیدا کرتا ہے۔ اور یہی قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ جسے اس دنیا میں جنت ملی۔ اسے ہی اگلے جہان میں جنت ملے گی۔ جو اس جہان میں اندھا رہا وہ اگلے جہان میں بھی اندھا رہے گا۔ اور جو اس جہان میں آنکھوں والا ہے۔ وہی اگلے جہان میں بھی بینا آنکھوں والا ہے۔ تو جو شخص اپنی لڑکی کی اچھی تربیت کرتا ہے۔ اس میں دین کی محبت پیدا کرتا۔ اور اسے خدا تعالےٰ کے احکام کا فرمانبردار بناتا ہے۔ وہ ایک لڑکی کی تربیت نہیں کرتا۔ بلکہ ہزاروں نیک اور پاک خاندان پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس چونکہ وہ دنیا میں نیکی کا ایک محل تیار کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ کہ چونکہ اس نے اسلام کے مکان کی حفاظت کا سامان مہیا کیا ہے۔ اس لئے میں بھی قیامت کے دن اس کے لئے ایک عمدہ محل تیار کرونگا

تو

اپنی اولادوں کی مسلسل تربیت

کو جاری رکھنا ایک اہم سوال ہے۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں میں سے لڑکیوں کی تربیت کا سوال زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ مگر چونکہ لڑکیوں نے نوکریاں نہیں کرنی ہوتیں۔ اس لئے بالعموم لوگ ان کی تعلیم و تربیت سے غافل رہتے ہیں۔ یا اگر توجہ بھی کرتے ہیں۔ تو زیادہ توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ انہی لڑکیوں نے آئندہ نسلوں کی ماں بننا ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ کل کو مائیں بننے والی ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ اگر مائیں درست ہوں گی۔ تو لڑکے آپ ہی درست ہو جائیں گے۔ اور اگر ماؤں کی اصلاح نہ ہوگی تو لڑکوں کی بھی اصلاح نہیں ہوگی۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے

مدرسۃ بنات کی تعلیم

کے متعلق خاص طور پر زور دیا تھا۔ اور میں نے کہا تھا۔ کہ اس کے نصاب کو بدل دینا چاہیئے۔ اور لڑکیوں کو ایسی تعلیم دینی چاہیئے۔ جس کے نتیجہ میں ان میں قومی روح پیدا ہو۔ اور اسلام کی محبت ان کے قلوب میں موجزن ہو۔ شروع شروع میں تو کچھ لوگوں نے میری مخالفت کی۔ یا ان کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا چاہیئے کہ انہوں نے اسے پسند نہ کیا۔ اور کئی سال تک مجلس شوریٰ کے پروگرام سے یہ معاملہ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ مگر آخر جب میں نے زیادہ زور دیا۔ تو اسوقت جماعت میں یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ مدرسۃ بنات میں اصلاح ہونی چاہیئے۔ چنانچہ وہ اصلاح کی گئی۔ اور اس کا نہایت ہی خوشگوار نتیجہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اب نظر آنے لگ گیا ہے۔ اور لڑکیوں میں دینی تعلیم بہت حد تک ترقی کر گئی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ لڑکیوں کے مضامین دیکھ کر مجھے حیرت ہوتی ہے کیونکہ وہ بہت سے لڑکوں کے مضامین سے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور کارکنان نے میری اس سکیم کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف اپنی زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول رکھی۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے نہایت ہی خوشکن نتائج پیدا ہوں گے۔ لیکن ابھی تک یہ تعلیم قادیان تک ہی محدود ہے۔ اور

بیرو نجات کی احمدی لڑکیاں

اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ قادیان میں لڑکیوں کے لئے جلد سے جلد ایک بورڈنگ ہاؤس قائم کیا جائے۔ جس میں بیرونجات کی لڑکیاں آکر ٹھہر سکیں۔ اور وہ مدرسہ بنات سے دینی تعلیم حاصل کر سکیں۔ دوسرے یہ بھی ضروری ہے کہ اس مدرسہ کی بیرونجات میں شاخیں کھول دی جائیں۔ تاکہ ان میں بھی انہی اصول پر تعلیم کا سلسلہ جاری ہو۔ جن اصول پر قادیان میں جاری ہے۔ تاکہ وہ اچھی مائیں بنیں۔ اور اچھی نسلیں پیدا کر کے ان کی احمدیت کے نقطۂ نگاہ سے پرورش کر سکیں۔ اسی طرح لڑکوں کی تربیت کے لئے

میں نے مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ جماعت اچھا کام کر رہی ہے گو اتنا اچھا نہیں جتنا قومی وسعت کے لحاظ سے ضروری ہے بلکہ اس کا سینکڑواں حصہ بھی نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابھی سینکڑوں ایسی جماعتیں ہیں جہاں مجالس خدام الاحمدیہ قائم نہیں۔ اور سینکڑوں کام ہیں جو ابھی انہوں نے کرنے ہیں۔ ابھی تک صرف بیسیوں جماعتیں بنی ہیں۔ اور وہ بھی پوری طرح کام نہیں کر رہیں۔ اور جو کر رہی ہیں وہ اپنے کام کی اہمیت کو نہیں سمجھیں۔ درحقیقت اس وقت تک صرف دس پندرہ جماعتیں ہی ہیں۔ جو اچھا کام کر رہی ہیں۔ لیکن بہرحال اس کام کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ اور جب کسی کام کی بنیاد پڑ جائے تو ضرورت پر اسے زیادہ وسیع بھی کیا جا سکتا ہے۔

میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی۔ اور اب پھر جماعتوں کے پریذیڈنٹوں سکرٹریوں اور دوسرے تمام افراد کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعاون

کریں۔ اور نوجوانوں کو اس بات پر مجبور کریں۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل ہوں۔ اسی طرح ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس میں داخل کریں۔ تا ان کی اچھی تربیت ہو۔ جب تک ماں باپ اور جماعتوں کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اس طرف توجہ نہیں کریں گے۔ جب تک وہ خدام الاحمدیہ کو کوئی اور چیز سمجھیں گے اور اپنے آپکو کوئی اور چیز سمجھیں گے۔ اسوقت تک پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس ضروری ہے کہ ماں باپ بھی اپنی ذمہ واری کو سمجھیں۔ اور جماعتیں بھی اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور جو لوگ اس میں داخل نہیں انہیں مجبور کریں۔ کہ وہ اس میں داخل ہوں اور جو داخل ہو چکے ہیں ان کی نگرانی کریں کہ آیا وہ پروگرام کے مطابق عمل کرتے ہیں یا نہیں۔

عورتوں کی تربیت کے لحاظ سے میں نے اس کی دوسری شاخ

لجنہ اماء اللہ

کے نام سے قائم کی ہوئی ہے۔ یہ لجنہ صرف دو جگہ اچھا کام کر رہی ہے ایک قادیان میں دوسرے سیالکوٹ میں قادیان میں لجنہ کا زیادہ تر کام جلسے کرانا سلسلہ کے کاموں سے عورتوں کو واقف رکھنا۔ صنعت و حرفت کی طرف غریب عورتوں کو متوجہ کرنا اور انہیں کام پر لگانا ہے۔ یہ کام گو آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر استقلال اور ہمت سے اس کام کو جاری رکھا گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ

بیواؤں اور یتامیٰ کا مسئلہ

حل کرنے میں کسی دن کامیاب ہو جائیگی لجنہ کے اس کام میں تاجروں کی امداد کی بھی ضرورت ہے۔ انہیں چاہیئے کہ لجنہ جو چیزیں بنوائے وہ انہیں بیچ دیا کریں۔ اس میں ان کا بھی فائدہ ہوگا۔ کیونکہ آخر وہ نفع ہی پر بیچیں گے۔ اور غرباء کا بھی فائدہ ہے۔ کہ ان کے گزارہ کی صورت ہوتی رہے گی۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کام کو اتنا وسیع کیا جائے۔ کہ نہ صرف قادیان میں بلکہ بیرونی جماعتوں میں بھی کوئی بیوہ اور غریب عورت ایسی نہ رہے۔ جو کام نہ ملنے کی وجہ سے بھوکی رہتی ہو۔ ہمارے ملک میں یہ ایک بہت بڑا عیب ہے۔ کہ وہ بھوکا رہنا پسند کریں گے۔ مگر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے یہ ایک بہت بڑا نقص ہے جس کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اور یہ اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب ہر شخص یہ عہد کرے۔ کہ وہ مانگ کر نہیں کھائیگا بلکہ کما کر کھائیگا۔ اگر کوئی شخص کام کو عیب سمجھتا۔ اور پھر بھوکا رہتا ہے۔ تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ لیکن اگر ایک شخص کام کے لئے تیار ہو۔ لیکن بوجہ کام نہ ملنے کے وہ بھوکا رہتا ہو۔ تو یہ جماعت اور قوم پر ایک خطرناک الزام اور اس کی بہت بڑی ہتک اور سبکی ہے پس

کام مہیا کرنا جماعتوں کے ذمہ ہے

لیکن جو لوگ کام نہ کریں اور سستی کرکے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں ان کی ذمہ واری جماعت پر نہیں بلکہ ان کے اپنے نفسوں پر ہے۔ کہ انہوں نے باوجود کام ملنے کے محض نفس کے کسل کی وجہ سے کام کرنا پسند نہ کیا۔ اور بھوکا رہنا گوارا کر لیا۔

میرا پروگرام یہ ہے کہ لجنہ کا کام جب یہاں کامیاب ہو جائے۔ تو باہر بھی اسے جاری کیا جائے۔ یہاں تک کہ کوئی بیوہ اور یتیم عورت ایسی نہ رہے۔ جو خود کام کرکے اپنی روزی نہ کماتی ہو۔ اس جدوجہد میں اگر ہم کامیاب ہو جائیں تو پھر انہی لوگوں کا بار جماعت پر رہ جائے گا۔ جو بالکل ناکارہ ہیں۔ جیسے اندھے ہوئے یا لولے اور اپاہج ہوئے۔ گو ہر اندھا ناکارہ نہیں ہوتا۔ بلکہ کئی اندھے بھی بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ بہرحال جس حد تک اندھوں وغیرہ کے لئے بھی کام مہیا ہو سکتا ہو۔ اس حد تک ہمیں ان کے لئے بھی کام مہیا کرنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ خود کام کرکے کھائیں۔ مگر اس معاملہ میں

محلوں کے پریذیڈنٹوں کے تعاون کی ضرورت

ہے۔ اگر محلوں کے پریذیڈنٹ مختلف مقررین سے اپنے اپنے محلہ میں وقتاً فوقتاً ایسے لیکچر دلاتے رہا کریں کہ نکمّا بیٹھ کر کھانا نہایت غلط طریق ہے۔ کام کرکے کھانا چاہیئے۔ اور کسی کام کو اپنے لئے عار نہیں سمجھنا چاہیئے۔ تو امید ہے کہ لوگوں کی ذہنیت بہت کچھ تبدیل ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے قادیان میں ابھی ایک اچھا خاصہ طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جنہیں جب کوئی کام دیا جاتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ اس کام کے کرنے میں ہماری ہتک ہے۔ حالانکہ ہتک کام کے کرنے میں نہیں بلکہ نکمّا بیٹھ کر کھانے میں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ لوگوں سے

مانگ کر کھانا ایک لعنت ہے

ایک دفعہ ایک شخص نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کچھ مانگا (بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم کسی غیر سے تھوڑا مانگتے ہیں۔ ہم تو سلسلہ سے مانگتے ہیں۔ اس کا جواب اسی واقعہ میں آجاتا ہے۔ جو میں بیان کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ اس نے بھی کسی غیر سے نہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مانگا تھا) آپ نے اسے کچھ دے دیا۔ وہ لے کر کہنے لگا یا رسول اللہ کچھ اور دیجئے۔ آپ نے پھر اسے کچھ دے دیا۔ وہ پھر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کچھ اور دیجئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے فرمایا کیا میں تم کو کوئی ایسی بات نہ بتاؤں۔ جو تمہارے اس مانگنے سے بہت زیادہ بہتر ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایئے کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا

سوال کرنا خدا تعالیٰ کو پسند نہیں

تم کوشش کرو کہ تمہیں کوئی کام مل جائے۔ اور کام کرکے کھاؤ۔ یہ دوسروں سے مانگنے اور سوال کرنے کی عادت چھوڑ دو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے آج سے یہ عادت چھوڑ دی چنانچہ واقعہ میں پھر اس نے اس عادت کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور یہاں تک اس نے استقلال دکھایا کہ جب اسلامی فتوحات ہوئیں۔ اور مسلمانوں کے پاس بہت سا مال آیا۔ اور سب کے وظائف مقرر کئے گئے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے اسے بلوایا اور کہا۔ یہ تمہارا حصہ ہے تم اسے لے لو۔ وہ کہنے لگا میں نہیں لیتا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ میں ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں گا۔ سو اس اقرار کی وجہ سے میں یہ مال نہیں لے سکتا۔ کیونکہ یہ میرے ہاتھ کی کمائی نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تمہارا حصّہ ہے۔ اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ خواہ کچھ ہو۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ میں بغیر محنت کئے کوئی مال نہیں لوں گا۔ میں اب اس اقرار کو مرتے دم تک پورا کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ مال نہیں لے سکتا۔ دوسرے سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر اسے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تمہارا حصّہ ہے۔ اسے لے لو۔ مگر اس نے پھر کہا۔ میں نہیں لوں گا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ میں محنت کر کے مال کھاؤں گا۔ یونہی مفت میں کسی جگہ سے مال نہیں لوں گا۔ تیسرے سال انہوں نے پھر اس کا حصہ دینا چاہا۔ مگر اس نے پھر انکار کر دیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے بھی ایک دفعہ اسے بلایا۔ اور کہا۔ یہ تمہارا حصّہ ہے۔ لے لو۔ وہ کہنے لگا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا۔ کہ میں کبھی سوال نہیں کروں گا۔ اور ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں گا یہ مال میرے ہاتھ کی کمائی نہیں۔ اس لئے میں اسے نہیں لے سکتا۔ اور میں ارادہ رکھتا ہوں۔ کہ اپنی موت تک اس اقرار کو نباہتا چلا جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا۔ مگر وہ انکار کرتا چلا گیا۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مسلمانو! میں خدا کے حضور بری الذمہ ہوں۔ میں اس کا حصہ اسے دیتا ہوں۔ مگر یہ خود نہیں لیتا۔

اسی صحابی کے متعلق یہ ذکر آتا ہے کہ ایک جنگ میں یہ گھوڑے پر سوار تھے۔ کہ اچانک ان کا کوڑا ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور شخص جو پیادہ تھا۔ اس نے جلدی سے کوڑا اٹھا کر انہیں دینا چاہا۔ تو انہوں نے کہا۔ اے شخص میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو اس کوڑے کو ہاتھ نہ لگا۔ کیونکہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ میں کسی سے سوال نہیں کروں گا۔ اور خود اپنے کام کروں گا۔ چنانچہ عین جنگ کی حالت میں وہ اپنے گھوڑے سے اترے اور کوڑے کو اٹھا کر پھر اس پر سوار ہو گئے۔

تو لوگوں کو بتانا چاہیئے۔ کہ مانگ کر کھانا ایک بہت بڑا عیب ہے۔ تاکہ اس نقص کی اصلاح ہو۔ بعض نادان اس موقعہ پر کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہم غرباء کی مدد سے گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ یہاں گریز کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہمارے پاس حکومت تو ہے نہیں۔ کہ جبراً لوگوں پر ٹیکس عائد کر کے اپنے خزانے بھر لیں۔ اور پھر انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو ذمہ واریاں خلفائے اوّل پر عائد تھیں۔ وہ ہم پر نہیں ان کے پاس اموال قانونی طور پر آتے تھے۔ مگر ہمارے پاس اس رنگ میں اموال نہیں آتے۔ بلکہ ایسے اموال حکومتِ ہند کے خزانہ میں جاتے ہیں۔ پس ہم مجبور ہیں کہ

مال کی تقسیم میں احتیاط

سے کام لیں۔ لیکن اگر بالفرض اس رنگ میں اموال آتے بھی ہوں۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا میں نے وہ مال کھا لینا ہے۔ اس مال نے تو بہر حال سلسلہ پر خرچ ہونا ہے۔ اور جب تمام مال نے سلسلہ پر خرچ ہونا ہے۔ تو مجھے اس بات کا کیا شوق ہے۔ کہ میں زید کو دوں۔ اور بکر کو نہ دوں۔ یا مجھے اس سے کیا ہے۔ کہ وہ روپیہ ریویو آف ریلیجنز پر خرچ ہوتا ہے۔ یا کسی غریب شخص پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر اسلام کا فائدہ اس میں ہے۔ کہ سلسلہ کا روپیہ ایک غریب کو مل جائے۔ تو اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میری غرض تو اس قسم کی نصائح سے یہ ہے کہ ہماری جماعت کے اخلاق بلند ہو جائیں۔ اور اس میں عزّتِ نفس کا مادہ پیدا ہو جائے۔ اور لوگ یہ سمجھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے نفس کو بھی کوئی شرف بخشا ہوا ہے۔ اور ان کا فرض ہے کہ وہ اس کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہوئے بلا وجہ اس کی تحقیر نہ کریں۔ یہ روح ہے جو میں جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں اور یہی وہ تعلیم ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔

پس یہ روپیہ کبھی مجھے تو نہیں ملتا۔ کہ مجھے یہ فکر ہو۔ کہ فلاں کو نہ ملے۔ اور فلاں کو مل جائے۔ اگر یہ روپیہ مجھے ملتا۔ تو کسی کو بدظنی کا موقعہ مل سکتا تھا۔ اور وہ خیال کر سکتا تھا۔ کہ شائد میں نے اپنے ذاتی فائدہ کے لئے دوسروں کو اس سے محروم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ مگر جب یہ روپیہ میرے پاس نہیں آتا۔ نہ میری ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔ تو مجھے اس میں ذاتی دلچسپی کیا ہو سکتی ہے۔

پس مجھے ذاتی دلچسپی اس میں کوئی نہیں۔ ہاں اتنی دلچسپی ضرور ہے کہ میں چاہتا ہوں۔

جماعت کے اخلاق بہت بلند ہوں

اور وہ دوسروں سے مانگنے کی عادت ترک کر دیں۔ پس پریذیڈنٹوں۔ اور سکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جماعت کے دوستوں کے سامنے یہ مسائل واضح کرتے رہا کریں۔ میں نے دیکھا ہے۔ اسی نقص کی وجہ سے کہ لوگوں کو مسائل بتائے نہیں جاتے۔ قادیان میں مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ سوال کرنے کی عادت ہے۔ اور بجائے کام کرنے کے وہ مانگ کر کھا لینا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمیشہ کام کر کے کھانے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور یہی عادت ہے۔ جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے ہاں جہاں کام نہ ملتا ہو۔ وہاں کام مہیا کرنا پریذیڈنٹوں۔ اور سکرٹریوں کا کام ہے۔ لیکن جب کام مل جائے۔ تو پھر اس کے کرنے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔

195

پس

کام مہیا کرنا ہمارا کام ہے۔

گو پھر حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ہم پوری طرح اس فرض کو سرانجام نہیں دے سکتے۔ مگر پھر بھی ہمارا فرض ہے۔ کہ جس حد تک ہم کام مہیا کر سکتے ہوں۔ اس حد تک جماعت کے دوستوں کے لئے کام مہیا کریں میں نے بتایا ہے۔ کہ لجنہ اس سلسلہ میں عورتوں کے متعلق مفید کام کر رہی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ آہستہ آہستہ مجلس خدام الاحمدیہ بھی یہ کام اپنے لائحہ عمل میں شامل کر لے۔ اور بے کار مردوں کے متعلق ان کا یہ فرض ہو۔ کہ وہ ان کے لئے کام مہیا کریں۔ بظاہر یہ کام مشکل ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھ سے کام لیں گے۔ اور غور کرنے کی عادت ڈالیں گے۔ تو وہ کئی ایسی سکیمیں بنا سکیں گے۔ جن کے ماتحت بیکاروں کو کام پر لگایا جا سکیگا۔ جب اس قسم کے بے کار لوگ کام پر لگ جائیں گے تو اس سے نہ صرف بے کاروں کو فائدہ پہونچے گا۔ بلکہ سلسلہ کو بھی مالی لحاظ سے فائدہ پہونچے گا۔ کیونکہ وہ چندے دیں گے۔ اور اس طرح سلسلہ کو مضبوطی حاصل ہوگی۔

پس یہ اس شخص کا ہی نہیں۔ بلکہ سلسلہ کا بھی فائدہ ہے۔ یہ ایک اہم کام ہے۔ جس کی طرف جماعتوں کے پریذیڈنٹوں سکرٹریوں اور مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کو چاہیئے۔ کہ وہ ایک پروگرام بنا کر اس کے ماتحت کام کیا کریں۔ یونہی بغیر سوچے سمجھے کام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وہ اب بھی ہاتھ سے کام کرتے ہیں مگر وہ کام کسی پروگرام کے مطابق نہیں ہوتا۔ حالانکہ جس طرح بجٹ تیار کئے جاتے ہیں اسی طرح انہیں اپنے کام کے پروگرام وضع کرنے چاہئیں۔ مثلاً

ہاتھ سے کام کرنے کی عادت

ہے۔ اس بارہ میں یونہی بغیر پروگرام کے ادھر اُدھر کام کرنے پھرنے کی بجائے اگر وہ کسی ایک سڑک کو لے لیں اور اپنے پروگرام میں یہ بات شامل کر لیں کہ انہوں نے اس سڑک پر بھرتی ڈالکر اسے ہموار کرنا۔ اور اس کے گڑھوں کو پُر کرنا ہے۔

یا اسی طرح کا کوئی اور کام اپنے ذمے لیں۔ اور اسے وقت معین کے اندر مکمل کریں۔ تو یہ بہت عمدہ نتیجہ پیدا کرے گا۔ بہ نسبت اس کے کہ بغیر ایک معین پروگرام کے وہ کام کرتے جائیں۔ مگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بھرتی کے کیا معنے ہیں۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ پر چودہری ظفر اللہ خان صاحب آئے تو انہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین سے کہا کہ اب کی دفعہ جب کام کرو تو مجھے بھی بلا لینا۔ چنانچہ انہوں نے انہیں بلا لیا۔ اور وہ بھی ہاتھ سے کام کرتے رہے۔ مگر چودہری صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کے ساتھ ملکر کام کرنے میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کے

کام میں ایک نقص

بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ سڑک پر جب وہ مٹی ڈال رہے تھے تو سڑک کے پاس ہی ایک گڑھا کھود کر وہاں سے مٹی لے آتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ اس کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ آج آپ سڑک کے گڑھے پُر کریں۔ اور کل آپ ان گڑھوں کو پُر کرنے لگ جائیں۔ جو اس سڑک پر مٹی ڈالنے کے لئے آپ نے کھود لئے ہیں۔ تو یہ ایک نقص ہے جو خدام الاحمدیہ کے کام میں ہے۔ اور اسے دور کرنا چاہیئے مگر اس کے علاوہ ضروری بات یہ ہے کہ وہ ایک سڑک یا ایک گلی لے لیں۔ اور اس کی صفائی اور مرمت اس حد تک کریں کہ اس سڑک یا گلی میں کوئی نقص نہ رہے۔ مثلاً وہ ایک سڑک کو درست کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ انجینئروں سے مشورہ لیں۔ اور ان سے پوچھیں کہ یہ سڑک کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ پھر جو طریق وہ بتائیں۔ اور جو نقشہ انجینئر تجویز کریں۔ اس کے مطابق وہ اس سڑک کی درستی کریں۔ اور چھ مہینے یا سال جتنا وقت بھی اس پر صرف ہو۔ اتنا وقت اس پر صرف کیا جائے۔ اور اس سڑک کو انجینئر کے بتائے ہوئے نقشہ کے مطابق درست کیا جائے۔ مگر اب یہ ہوتا ہے کہ چند مٹی کی ٹوکریاں ایک گڑھے میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اور چند دوسرے گڑھے میں۔ اور کسی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کوئی کام ہوا ہے۔ پس پہلی ہدایت تو یہ ہے کہ کوئی ایک کام شروع کیا جائے۔ اور اسے ایسا مکمل کیا جائے کہ کوئی انجینئر بھی اس میں نقص نہ نکال سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ دوسرے آدمیوں سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ حالانکہ خدام الاحمدیہ کے کام کرنے کے یہ معنے نہیں کہ دوسروں کے لئے اس میں حصہ لینا ممنوع ہے۔ جو لوگ میرے خطبات سنا کرتے ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ میں نے امور عامہ کو بار بار

ہاتھ سے کام کرنے کے پروگرام کی طرف توجہ

دلائی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ میں نے اتنی سختی سے کام لیا ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں اگر ان میں ذرا بھی حس ہوتی۔ تو وہ اس کام کی طرف ضرور توجہ کرتے۔ مگر سال گزر گیا۔ اور ابھی تک وہ ایسی نیند سوئے پڑے ہیں کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ امور عامہ کی غفلت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ہم لوگ جن کا دل چاہتا ہے۔ کہ رفاہِ عام کے کاموں میں حصہ لیں۔ اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور کوئی کام نہیں کر سکتے۔ پس چونکہ امور عامہ سویا پڑا ہے۔ اس لئے میں مجلس خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ صرف ممبران سے ہی کام نہ لیا کریں۔ بلکہ بعض دنوں میں وہ عام اعلان کر کے باقی جماعت کے دوستوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا کریں۔ بلکہ وہ

کام کرنے کیلئے مجھے بھی بلا لیا کریں

آخر اگر ہاتھ سے کام کرنا ثواب ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم دوسروں کو تو کہیں کہ اس ثواب میں حصہ لیں۔ مگر خود اس ثواب میں شامل نہ ہوں۔ یہ تو منافقت ہوگی کہ ہم دوسروں کو تو کہیں کہ فلاں کام بڑا اچھا ہے مگر خود گھر میں بیٹھے رہیں ہاں اگر اس کام سے زیادہ بہتر اور زیادہ ضروری کام ہم کوئی کر رہے ہوں۔ تو اس صورت میں بے شک اس کام میں حصہ نہ لینا حرج کی بات نہیں لیکن اگر اور کوئی ایسا ضروری کام نہ ہو۔ تو میرے نزدیک اس وقت ہر چھوٹے بڑے کو اس کام میں حصہ لینا چاہیئے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ کے ممبران اپنے کام میں ہمیں بھی شمولیت کا موقعہ دیں۔ اور یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ کہ امور عامہ سویا ہوا ہے۔ اور اسے اس طرف کوئی توجہ نہیں۔ میرے نزدیک مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ

مہینہ دو مہینہ میں ایک دن

ایسا مقرر کر دیں۔ جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں۔ بلکہ میرے نزدیک شائد یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ بجائے ایک گھنٹہ کام کرنے کے سارا دن کام کے لئے رکھا جائے۔ ایک گھنٹہ کا تجربہ کوئی ایسا مفید ثابت نہیں ہوا۔ پس آئندہ کے لئے بجائے ایک گھنٹہ کے سارا دن رکھا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دن تمام لوگ اس کام میں شریک ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ دو مہینہ میں ہی ایک دن ایسا رکھا جائے۔ جس میں تمام لوگ صبح سے شام تک اپنے ہاتھ سے کام کریں۔ اس طرح سال میں چھ دن بن جاتے ہیں۔ اس کے لئے یا تو جمعہ کا دن رکھ لیا جائے۔ کہ اس دن دفاتر میں چھٹی ہوتی ہے۔ اور یا پھر آخری جمعرات کا دن رکھا جائے کہ اس دن بھی مدرسوں اور دفتروں وغیرہ میں چھٹی ہوتی ہے۔ تاجروں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ وہ ہر دن چھٹی کر سکتے ہیں۔ پس دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کیا جائے۔ اور اس میں سارا دن کام کیا جائے۔ شائد سارا دن کام کرنا نتائج کے لحاظ سے زیادہ مفید ثابت ہو۔ اس طرح

سال میں چھ دن

بن جاتے ہیں۔ اور اگر ایک دن میں ایک ہزار آدمی بھی صبح سے لے کر شام تک کام کریں تو چھ ہزار مزدور کا کام بن جاتا ہے۔ اور چھ ہزار مزدور کا کام کوئی معمولی کام نہیں ہوتا بلکہ بہت اہم اور شاندار ہوتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک قادیان میں ہاتھ سے کام کرنے والے کم از کم چار ہزار افراد ہیں۔ اور اگر چار ہزار کی نسبت رکھی جائے۔ تو چوبیس ہزار مزدور بن جاتے ہیں۔ اور چوبیس ہزار مزدوروں کا کام اگر ایک پروگرام کے ماتحت ہو تو بہت بڑا تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ بے شک ہم لوگ جو کام کے عادی نہیں مزدوروں جتنا کام نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم مزدوروں کے کام کا دسواں حصہ بھی کریں۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ سال میں اڑھائی ہزار مزدوروں نے کام کیا۔ اور

اڑھائی ہزار مزدوروں کا کام

بھی کوئی معمولی کام نہیں ہوتا۔ اگر چھ آنے ہر مزدور کی یومیہ اجرت فرض کی جائے۔ تو تقریباً ایک ہزار روپے کا کام ہم سال میں صرف چھ دن دے کر کر سکتے ہیں۔

پس خدام الاحمدیہ کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا کام صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ بعض کام جن میں ساری جماعت کی شمولیت مفید نتائج پیدا کر سکتی ہو۔ ان میں

ساری جماعت کو شمولیت کا موقعہ دینا چاہیئے

پس میں قادیان کے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سال میں چھ دن ایسے مقرر کریں۔ جن میں یہاں کی تمام جماعت کو کام کرنے کی دعوت دی جائے بلکہ مناسب یہی ہوگا۔ کہ وہ ابتداء میں چھ دن ہی رکھیں۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں دو مہینہ میں ایک دن کام کر لینا کوئی بڑی بات نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً آخری جمعرات ہو۔ تو اس دن عام اعلان کر دیا جائے۔ کہ آٹھ دس سال کے بچوں سے لے کر ان بوڑھوں تک جو چل پھر سکتے اور کام کاج کر سکتے ہیں۔ فلاں جگہ جمع ہو جائیں۔ ان سے فلاں کام لیا جائے گا۔ پھر پہلے سے پروگرام بنایا ہوا ہو۔ کہ فلاں سڑک پر کام کرنا ہے۔ فلاں جگہ سے مٹی لینی ہے۔ اتنی بھرتی ڈالنی ہے۔ اِس اِس ہدایت کو مدنظر رکھنا ہے۔ اور جماعت کے انجینئر اس تمام کام کے نگران ہوں۔ اور ان کا منظور کردہ نقشہ لوگوں کے سامنے ہو۔ اور اس کے مطابق سب کو کام کرنے کی ہدایت دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر پہلے سے ایک سکیم مرتب کر لی جائے۔ تو آسانی سے بہت بڑا کام ہو سکتا ہے۔ غرض

سکیم اور نقشے پہلے تیار کر لیں

اور اس دن جس طرح فوج پریڈ کرتی ہے۔ اسی طرح ہر شخص حکم ملنے پر اپنے اپنے حلقہ کے ماتحت پریڈ پر آ جائے دیکھو قیامت کے دن بھی اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ مومن اور کافر اپنے اپنے لیڈروں کے پیچھے آئیں گے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اس دن ہر نبی اپنا اپنا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔ اور ہر نبی کے ساتھ اس کی امت ہوگی۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ قیامت کے دن شور پڑا ہوا ہو۔ اور کوئی کدھر جا رہا ہو۔ اور کوئی کدھر۔ بلکہ ہر شخص اپنے اپنے لیڈر کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ اس میں درحقیقت اللہ تعالے نے یہی بتایا ہے۔ کہ جب بہت بڑے اجتماع ہوں۔ تو اسوقت حلقوں اور دائروں کا مقرر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ہر محلہ والے اپنے اپنے محلہ کے پریذیڈنٹ یا کسی اور افسر کی ہدایات کے ماتحت کام کریں۔ یا لوگوں کے حلقوں کی کوئی اور تقسیم ہو سکتی ہو۔ تو وہ کر لی جائے۔ بہر حال ہر شخص کسی نہ کسی حلقہ میں ہو۔ اور کام شروع کرنے سے دو دن پہلے ہی شخص کو بتا دیا جائے۔ کہ تم نے فلاں حلقہ میں فلاں کام کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریق پر اگر کام کیا جائے۔ تو ایک تو لوگوں کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہو جائے گی۔ دوسرے اس مشترکہ جدوجہد کے نتیجہ میں کوئی مفید کام بھی ہو جائے گا۔ اب دارالرحمت۔ دارالفضل اور دوسرے محلوں کو دیکھ لو۔ اُن کی گلیاں کس قدر گندی ہیں پھر ان محلوں میں کئی گڑھے ہیں۔ اونچی نیچی جگہیں ہیں۔ اور جب بارش ہوتی ہے۔ تو ان گڑھوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں نہ صرف ملیریا اور ٹائیفائڈ پھیلتا ہے بلکہ بعض دفعہ انسانی جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔

ایک خطرناک حادثہ

یہاں ہوا۔ اور وہ یہ کہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی آخری بیوی کا اکلوتا لڑکا ایسے ہی ایک پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں گر کر ڈوب گیا یہ ہماری غفلتوں کا ہی نتیجہ ہے۔ اگر ہم غفلت نہ کرتے اور گڑھوں کو اب تک پُر کر دیتے۔ تو یہ واقعہ کیوں ہوتا کہا جاتا ہے۔ کہ جس زمین میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس میں ہندوؤں کا بھی دخل ہے لیکن اگر اس کے گرد دیوار ہی بنا دی جاتی تب بھی یہ واقعہ نہ ہوتا۔ اور اس ایک واقعہ کے بعد اب یہ کب اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ آئندہ ایسا واقعہ کوئی نہیں ہوگا۔ مگر اس دن تو جس نے یہ واقعہ سنا افسوس کر دیا۔ لیکن دوسرے ہی دن اثر جاتا رہا اور یہ خیال بھی نہ رہا کہ ہمیں اس قسم کے گڑھوں کو پُر کرنے کا فکر کرنا چاہیئے۔ تاکہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔ اسی طرح

پانی کی گندگی کی وجہ سے ہر سال ملیریا

آتا ہے۔ اور دس دس پندرہ پندرہ دن ایک شخص بیمار رہتا ہے۔ ملیریا کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ گڑھوں میں پانی جمع رہتا ہے۔ اور اس کی سڑاند کی وجہ سے مچھر پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو انسانوں کو کاٹتے اور ملیریا میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس بخار کی وجہ سے لوگ پندرہ پندرہ دن تک بیمار رہتے ہیں۔ اور اگر دس دن بھی ایک شخص کے بیمار رہنے کی اوسط فرض کر لی جائے اور ایک گھر کے پانچ افراد ہوں۔ تو سال میں ان کے پچاس دن محض ملیریا کی وجہ سے ضائع چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ چھ دن بھی کوشش کرتے تو ملیریا کو جڑ سے نابود کر دیتے مگر لوگ دوائیوں پر پیسے الگ خرچ کرتے ہیں۔ تکلیف الگ اٹھاتے ہیں۔ طاقتیں الگ ضائع کرتے ہیں۔ عمریں الگ کم ہوتی ہیں۔ موتیں الگ ہوتی ہیں۔ اور پھر سال میں پچاس دن بھی ان کے ضائع چلے جاتے ہیں۔ مگر تھوڑا سا وقت خرچ کر کے قبل از وقت ان باتوں کا علاج نہیں کرتے وہ کام جو میں بتاتا ہوں۔ اگر دوست کرنے لگ جائیں۔ تو ان کی صحتیں بھی درست رہیں گی۔ ان کے پیسے بھی بچیں گے ان کے محلوں کی شکل و صورت بھی اچھی ہو جائے گی۔ ان کا نیک اثر بھی لوگ قبول کریں گے۔ اور ان کے پچاس دن بھی بچ جائیں گے۔ گویا خدا بھی راضی ہو جائیگا لوگ بھی تعریف کریں گے۔ اور خود بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ لوگ اس بات کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ وہ عدم صفائی کی وجہ سے جانی قربانیاں بھی کرتے ہیں۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ اور اپنے روپیہ کو بھی برباد کرتے ہیں۔ مگر اس آسان سادہ اور صحت بخش طریق کو اختیار کرنے کے لئے شوق سے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ ملیریا ایسا خطرناک اثر انسانی طبیعت پر چھوڑ جاتا ہے۔ کہ وہ بچے جو ملیریا زدہ ہوتے ہیں۔ جب بڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کے دل بالکل مردہ ہوتے ہیں۔ ان کی امنگیں کوتاہ ہوتی ہیں اور ان کے خیالات نہایت پست ہوتے ہیں۔ اور جوان ہونے سے پہلے ہی وہ بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کا علاج ان کے بس میں ہوتا ہے۔ اور وہ اگر چاہیں تو آسانی سے ملیریا کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ یہی حال صفائی کا ہے۔ ہمارے ملک کے لوگ گندگی اور غلاظت کو دور کرنے کا خیال تو نہیں کرتے۔ مگر بیماری کے ذریعہ اپنے اوقات۔ اور اپنے اموال اور اپنی صحت کی بربادی قبول کر لیتے ہیں۔ ٹائیفائڈ ہمیشہ اس گند اور پاخانہ کی وجہ سے پھیلتا ہے۔ جو گلیوں میں جمع رہتا ہے۔ اور جس میں ایسے مریضوں کے پاخانے بھی شامل ہوتے ہیں۔ وہ پاخانہ پہلے تو گلیوں میں ہوتا ہے۔ پھر جب بارش ہوتی ہے۔ تو زمین میں جارب ہو جاتا ہے۔ اور پھر کنوؤں کے پانی میں مل کر لوگوں کے پینے میں استعمال ہونے لگتا ہے۔ اور اس طرح تمام شہر میں ٹائیفائڈ پھیل جاتا ہے۔ قادیان کی نئی آبادی نہایت کھلے مقامات میں ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں کی آبادی کے مقابلہ میں نہایت پرفضا اور صحت بخش ہے۔ اور اگر ظاہری حالت کو دیکھا جائے تو یہاں کے لوگوں کی صحت بہت اعلےٰ ہونی چاہیئے مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ یہاں ٹائیفائڈ بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ پاخانہ اور گند جو گلیوں میں جمع ہوتا ہے۔ بارش کے دنوں میں زمین کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ اور پھر کنوؤں کے پانی میں مل کر لوگوں کو مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس ہم لوگ بلاوجہ قربانی کرتے ہیں اور بلاوجہ بیماریوں پر روپیہ ضائع کرتے اور پھر پچاس دنوں کا ضیاع بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ طریق اختیار نہیں کرتے جس میں خدا تعالےٰ کی بھی خوشنودی ہے اور اپنا فائدہ بھی ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ کے ممبران یہ کام کریں۔ اور پوری تندہی اور محنت کے ساتھ اس طرف توجہ کریں تو میں سمجھتا ہوں۔ ایک سال کے اندر ہی وہ قادیان میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے لوگ حیران ہو جائیں۔ اور وہ کہیں کہ یہ قادیان پہلا قادیان نہیں۔ اور پھر ایک سال کے بعد ہی وہ دیکھیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

196